۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ گم شدہ خاوند کی عورت اس وقت تک دوسرے پر حرام ہے جب تک کہ اس کی موت کا ظن غالب جو قریب یقین ہے' نہ ہو جاوے۔ ایسے ہی جن عورتوں کے نکاح ناجائز طور پر حکام وقت توڑ دیں' وہ سب حرام ہیں کیونکہ یہ خاوند والی عورتیں ہیں۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ کافر کا نکاح اختلاف ملک کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کہ مرد تو دار الحرب میں رہے اور عورت گرفتار ہو کر دار الاسلام میں آ جائے۔ مومن کے لئے یہ حکم نہیں ۳۔ جس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور جو ان میں سے کسی کی حرمت کا انکار کرے وہ کافر ہے ۴۔ خیال رہے کہ عورت کی حرمت کی چار وجہیں ہیں۔ نمبر ۱ کفر۔ نمبر ۲ سسرالی رشتہ۔ نمبر ۳ دودھ۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں ۱ مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ

ملک میں آ جائیں ۲ یہ اللہ کا نوشتہ ہے تم پر ۳ اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ فَمَا

حلال ہیں ۴ کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو ۵ قید لاتے نہ پانی گراتے ۶ تو جن

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ

عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ۷ ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو ۸

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ

اور قرار داد کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہو جاوے تو اس میں گناہ نہیں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ

۹ بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور تم میں بے مقدوری کے باعث

طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا

جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ

کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں ۱۰ اور اللہ تمہارے

اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ

ایمان کو خوب جانتا ہے تم میں ایک دوسرے سے ہے ۱۱ تو ان سے نکاح کرو ۱۲

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

ان کے مالکوں کی اجازت سے ۱۲ اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو ۱۳

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

قید میں آتیاں نہ مستی نکالتی اور نہ یار بناتی ۱۴

نمبر ۴ نسب۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حرام ہونے کے لئے دلیل درکار ہے۔ حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ فرمایا کہ اس کے سوا سب حلال ہیں۔ اس کی پوری بحث ہمارے فتاویٰ میں دیکھو۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو چیز مال نہ ہو وہ مہر نہیں بن سکتی جیسے خاوند کی خدمت یا قرآن شریف پڑھا دینا۔ دوسرے یہ کہ بہتر یہ ہے کہ مرد کی طرف سے عورت کو پیغام دیا جائے نہ کہ اس کا برعکس کیونکہ یہاں مردوں سے خطاب ہوا کہ تم تلاش کرو ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ اس سے صرف شہوت رانی مقصود ہوتی ہے نہ کہ اولاد کا حاصل کرنا اور یہ زنا کی قسم ہے۔ ابتداء اسلام میں یہ اسی طرح حلال تھا جیسے شراب۔ ۷۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس منکوحہ بی بی سے تم نفع یعنی صحبت کر لو اسے پورا مہر دو۔ اس متعہ سے مراد شیعہ فرقہ کا متعہ نہیں کیونکہ یہ متعہ تو غیر مسافحین سے نکل گیا اس متعہ سے صرف شہوت پوری کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ اولاد حاصل کرنا۔ نکاح دائمی کا مقصود صرف شہوت رانی نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا مہر ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اور قرضوں کا ادا کرنا۔ لہٰذا مہر اتنا باندھنا چاہیے جتنا ادا ہو سکے۔ ۹۔ اس طرح کہ یا تو عورت کچھ کم کر دے یا بالکل معاف کر دے یا خاوند مہر بڑھا دے یا عطیہ دے ۱۰۔ اس سے مراد اپنی لونڈی نہیں کیونکہ اپنی لونڈیوں سے نکاح نہیں ہوتا۔ بغیر نکاح ہی صحبت حلال ہے۔ مومنہ کی قید استحبابی ہے کیونکہ کتابیہ لونڈی سے نکاح حلال ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ مسئلہ' جو آزاد عورتوں سے نکاح کر سکے وہ لونڈی سے نکاح نہ کرے یہ حکم استحبابی ہے ہاں جس کے نکاح میں آزاد عورت ہو وہ لونڈی سے نکاح نہیں کر سکتا ۱۱۔ یعنی لونڈیوں سے نکاح کرنے میں شرم و عار نہ کرو۔ کیا خبر ایمان میں کون افضل ہو' آزاد عورت یا لونڈی۔ بزرگی ایمان و تقویٰ سے ہے نہ کہ محض آزاد ہونے سے ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسی کی لونڈی سے نکاح اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ خود اپنی لونڈی سے مولیٰ نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے بغیر نکاح صحبت حلال ہے نیز نکاح میں زوجین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں مگر لونڈی کا حق مالک پر نہیں ہوتا۔ لہٰذا نکاح میں اور لونڈی ہونے میں ضد ہے ۱۳۔ اس طرح کہ ان کے مالکوں کو ادا کرو کیونکہ ان کا مہر ان کے مالکوں کو دینا گویا خود ان لونڈیوں ہی کو دینا ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ لونڈی سے بھی نہ متعہ حلال ہے نہ زنا۔ مسافحات سے متعہ حرام ہوا اور متخذات اخدان سے ظاہر و خفیہ زنا۔ کفار عرب اپنی لونڈیوں سے زنا کرا کر اس کی آمدنی خود کھاتے تھے۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کنواری لونڈی اگر زنا کرائے تو اس کو پچاس کوڑے لگائے جائیں یعنی آزاد کی آدھی سزا۔ دوسرے یہ کہ شادی شدہ لونڈی زنا کرائے تو اسے رجم نہیں ہو گا کیونکہ رجم کا آدھا نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ یہاں محصنت سے مراد آزاد کنواری عورتیں ہیں نہ کہ شادی شدہ عورتیں۔ کیونکہ شادی شدہ آزاد عورت کی سزاءِ زنا سنگسار کرنا ہے وہ آدھا نہیں ہو سکتا۔ کنواری کی سزا سو کوڑے جس کا نصف پچاس ۳۔ یعنی بہتر تو یہی ہے کہ لونڈی سے نکاح نہ کرو کیونکہ تمہاری اولاد لونڈی کے مولیٰ کی غلام ہو گی۔ ہاں اگر زنا کا خطرہ ہو تو کر لو۔ خیال رہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے میں

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ

جب وہ قید میں آ جائیں پھر برا کام کریں تو ان پر اس سزا کی آدھی

مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ

ہے۱ جو آزاد عورتوں پر ہے۲ یہ اس کے لئے جسے تم میں

الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

سے زنا کا اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے۳ اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ

مہربان ہے اللہ چاہتا ہے کہ اپنے احکام تمہارے لئے بیان کر دے۴ اور تمہیں

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اگلوں کی روشیں بتا دے۵ اور تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائے اور اللہ علم و

حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ

حکمت والا ہے۶ اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے۷ اور جو

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾

اپنے مزوں کے۸ پیچھے پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھی راہ سے بہت الگ ہو جاؤ۹

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور آدمی کمزور

ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ

بنایا گیا۱۰ اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

نہ کھاؤ۱۱ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضا مندی

مِّنْكُمْ ۫ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

کا ہو۱۲ اور اپنی جانیں قتل نہ کرو۱۳ بیشک اللہ تم پر مہربان ہے

تین شرطیں ہیں۔ دو ناکح میں اور ایک منکوحہ میں۔ ناکح میں آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ رکھنا اور زنا کا خطرہ ہونا۔ منکوحہ میں اس کا مومنہ ہونا' کافرہ نہ ہونا۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کوئی شرط نہیں۔ اس کے دلائل کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کرو۔ یہ بھی خیال رہے کہ زنا کے خطرے کے وقت نکاح فرض ہے اگر قدرت ہے ویسے سنت ہے۔ اور جو زوجیت کے حقوق ادا کرنے پر قادر نہ ہو اسے نکاح کرنا منع ہے حتیٰ کہ نامرد کی بیوی حکومت کے ذریعہ کچھ شرائط کے ماتحت نکاح فسخ کرا سکتی ہے ۴۔ حرام و حلال عورتیں اور نکاح کی مصلحتیں' چونکہ جانور و انسان کی پیداوار میں فرق صرف نکاح سے ہے اس لئے رب نے اس کے احکام قدرے تفصیل سے بیان فرمائے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل واضح فرما دیئے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گزشتہ انبیاء کے جو شرعی مسائل قرآن یا حدیث میں بغیر تردید نقل ہوئے وہ ہمارے لئے بھی لائق عمل ہیں جیسے رب فرماتا ہے کہ زبور میں ہم نے حکم دیا تھا۔ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ مگر جو تردید کے ساتھ نقل ہوئے وہ ہمارے لئے لائق عمل نہیں جیسے کہ رب فرماتا ہے۔ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ ۶۔ لہٰذا اس کا ہر حکم بلا تامل قبول کر لو۔ کیونکہ اس کا ہر حکم کسی نہ کسی مصلحت پر مبنی ہے ۷۔ کہ تم دنیاوی کاروبار کرتے ہوئے بھی رب کی طرف متوجہ رہو۔ اس لئے رب نے ہمارے تمام مشاغل پر پابندیاں لگا دیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا باقی تمام ادیان میں شہوت رانی' تن پروری خواہش نفسانی کی پیروی ہے۔ ۹۔ مرد عورت کے بغیر اور عورت مرد کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا نکاح کے مسائل بہت تفصیل سے بیان فرما دیئے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام کام کی اجرت حرام ہے کہ وہ باطل ذریعہ سے حاصل ہوئی۔ لہٰذا گانا جھوٹی وکالت' ڈاڑھی مونڈنے' تصویر سازی کی اجرتیں حرام ہیں کہ یہ حرام ذریعوں سے حاصل ہوئیں۔ اس سے ہزارہا مسائل معلوم ہوئے۔ جوا' شراب کی قیمت' خیانت' سود' سب حرام ہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جبری بیع درست نہیں۔ لہٰذا حکومت کے ضبط کئے ہوئے مالوں کا نیلام خریدنا حرام ہے کہ یہ بیع رضا سے نہیں' کیونکہ وہاں مالک راضی نہیں ہوتا اور حاکم مالک نہیں۔ دیوالیے کے مال کا نیلام کچھ شرائط کے ماتحت جائز ہے۔ یوں ہی کسی کی دکان' زمین پر جبراً قبضہ کر لینا اور تھوڑا کرایہ مالک کی مرضی کے خلاف دینا بھی حرام ہے کیونکہ معاملات میں رضائے فریقین شرط ہے۔ ۱۲۔ اگر حلال سمجھ کر خودکشی کرے تو کفر ہوا اور دائمی عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اور اگر حرام جانتے ہوئے کی تو جہنم کا داخلہ عارضی ہو گا۔ لہٰذا خودکشی' بھوک ہڑتال سے مرنا حرام ہے۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ

اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں

نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰ اِنْ تَجْتَنِبُوْا

گے ۱ اور یہ اللہ کو آسان ہے اگر بچتے رہو

كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝۳۱ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ

تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے ۲ اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک

عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ

کو دوسرے پر بڑائی دی ۳ مردوں کے لئے انکی کمائی سے حصہ ہے ۴ اور عورتوں کے

نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ

لئے ان کی کمائی سے حصہ ۵ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو ۶ بے شک

اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۳۲ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا

اللہ سب کچھ جانتا ہے ۷ اور ہم نے سب کیلئے مال کے مستحق

تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ

بنا دیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ ۸ اور قرابت والے ۹ اور وہ جن سے تمہارا حلف

فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

بندھ چکا ۱۰ انہیں ان کا حصہ دو ۱۱ بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے ۱۲

شَهِيْدًا ۝۳۳ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ

مرد افسر ہیں ۱۳ عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں

اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ

ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ۱۴ اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے ۱۵

ع ۵

۱۔ "ظلماً" کی قید اس لئے لگائی گئی کہ جن صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے' اس صورت میں قتل کرنا جرم نہیں جیسے قاتل زانی کو حکومت کے حکم سے ہلاک کرنا یا ڈاکو کو مار ڈالنا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ سے بچنا' صغیرہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے' کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر نص میں کوئی دنیاوی یا اخروی سزا مقرر فرمائی ہو جیسے شرک' "ظلماً" قتل' زنا و چوری وغیرہ۔ اور گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنا کبیرہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسد حرام ہے بلکہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ شیطان اسی سے مارا گیا۔ حسد کے معنی ہیں جلنا یعنی دوسرے سے نعمت کا زوال چاہنا اور اپنے لئے اس کا حصول' رہا غبطہ یہ دنیاوی نعمتوں میں حرام ہے۔ دینی چیزوں میں جائز ہے۔ غبطہ کے معنی ہیں اپنے لئے بھی نعمت چاہنا جس کا ترجمہ ہے رشک۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک خاوند کی بیوی اور نیک بیوی کا خاوند اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک کو نیک عمل کی ضرورت ہے۔ ۵۔ شان نزول۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم مرد ہوتے تو جہاد کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ تم اپنے اپنے فرائض منصبی پورے کرو۔ تمہیں تمہارا ثواب ملے گا۔ یعنی تم خاوند کی اطاعت پاک دامنی اختیار کر کے جہاد کا ثواب پا سکتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر گھر میں پردے سے رہنا فرض ہے ۶۔ یعنی اگر وہ فضل فرمائے تو تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب دے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اللہ کے فضل سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کا فضل مانگنا بہترین دعا اور جامع دعا ہے کیونکہ اس کا فضل ہر چیز کو شامل ہے ۷۔ جس کو جو دیا اپنے علم و حکمت سے دیا۔ لہٰذا کسی پر حسد کرنا درپردہ رب تعالیٰ کے انتخاب پر اعتراض کرنا ہے ۸۔ خیال رہے کہ والدین صرف سگے ماں باپ کو کہتے ہیں۔ اس میں نہ سوتیلے ماں باپ داخل نہ دادا دادی' نانا نانی وغیرہ۔ رب فرماتا ہے۔ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ دیکھو بچے کو دودھ پلانا سگی ماں پر ہے نہ سوتیلی ماں پر نہ دادی' نانی پر۔ اور فرماتا ہے۔ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ دادا دادی اقربون میں داخل ہیں نہ کہ والدان میں۔ لہٰذا بیٹے کے ہوتے پوتا محروم' ام اور اب میں یہ سب داخل ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ اور فرماتا ہے وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ اور فرماتا ہے اٰبَاۗىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نزدیکی قرابت والے کے ہوتے دور والا محروم ہو گا۔ لہٰذا بیٹے کے ہوتے پوتا' پوتی' نواسا' نواسی محروم کیونکہ اقرب تفضیل کا صیغہ ہے۔ ۱۰۔ یعنی اگر کوئی مجہول النسب کسی سے کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے اگر تو پہلے مر جاوے تو میں تیرا وارث اور اگر میں تجھ سے پہلے مر جاؤں تو تو میرا وارث یا وصی۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب علم المیراث میں ملاحظہ فرماؤ۔ ۱۱۔ لہٰذا اپنی قسمیں پوری کرو اور جس سے جو جائز معاہدہ کیا ہو اسے نبھاؤ۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی شوہر کے حقوق برابر نہیں۔ مرد کے حق زیادہ ہیں اور یہ عین انصاف ہے کیونکہ مرد پر عورت کا خرچہ اور مہر واجب ہے۔ عورت پر مرد کا کوئی مالی حق نہیں لہٰذا مرد کا رتبہ زیادہ ہونا چاہیے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مرد عورت سے افضل ہے اسی لئے نبوت' امامت' قضاء' اذان' خطبہ وغیرہ مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ کیونکہ عورت پر پردہ فرض ہے اور یہ کام پردہ میں رہ کر نہیں ہو سکتے۔ نیز نسائی عوارض بھی ان کاموں میں حارج ہیں۔ ۱۴۔ یعنی مرد کو عورت پر دو وجہ سے بزرگی ہے۔ ایک ذاتی' دوسری عارضی' ذاتی فضیلت مرد ہونا ہے۔ عارضی فضیلت عورت کو خرچہ دینا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مرد کسی وجہ سے عورت کو خرچہ نہ دے یا نہ دے سکے' جب بھی

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ
تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے

وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ
حفاظت کا حکم دیا ۱ اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ ۲ اور

فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا
ان سے الگ سوؤ ۳ اور انہیں مارو ۴ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر

عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ وَ اِنْ خِفْتُمْ
زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بڑا بلند ہے ۵ اور اگر تم کو میاں

شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ
بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو ۶ تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک

اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کردیگا

كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾ وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا
بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ۷ اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ

وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ
ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو ۸ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں

وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ
اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے ۹ اور کروٹ کے ساتھی ۱۰

وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ
اور راہ گیر ۱۱ اور اپنے باندی غلام سے ۱۲ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا

مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ
کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا جو آپ بخل کریں ۱۳

(بقیہ صفحہ ۱۳۱) عورت سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ جنس مرد جنس عورت سے افضل ہے نہ کہ مرد کی ہر فرد عورت کی ہر فرد سے افضل۔ ہم جیسے لاکھوں مرد حضرت عائشہ صدیقہ اور فاطمۃ الزہرا کے نعلین کے برابر بھی نہیں۔ جنس اور چیز ہے فرد کچھ اور۔

۱۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عورت کا خرچ مرد پر واجب ہے دوسرے یہ کہ مرد کے گھربار کی حفاظت عورت کے ذمہ ہے۔ تیسرے یہ کہ عورت پر خاوند کا ادب و احترام لازم ہے۔ لہٰذا عورت مرد کو نام لے کر نہ پکارے۔ مرد سے اپنی خدمات نہ لے' چوتھے یہ کہ مال کمانا مرد کا، مال خرچ کرنا عورت کا' برکت کا باعث ہے۔ مرد چرخہ نہ کاتیں۔ عورت بی اے' بی۔ ٹی ہو کر نوکری کرنے نہ نکلے۔ اگر عورت کو بھی کمائی کرنی لازم ہوتی تو مرد پر عورت کا خرچہ نہ ہوتا ۲۔ یعنی عورتوں کو خاوندوں کی نافرمانی کے برے نتائج بتاؤ جو دنیا و آخرت میں پیش آویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو چاہیے کہ خود بھی شرعی احکام سے واقف ہو اور بیوی کو بھی سکھائے ۳۔ ان سے صحبت نہ کرو۔ بات چیت ترک کرکے مکمل ترک موالات اور اس کا بائیکاٹ کردو کہ اس سے بہتر عورت کا کوئی علاج نہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ افسر اپنے ماتحت کو سزا دے سکتا ہے مگر ماتحت افسر کو سزا نہیں دے سکتا خاوند بیوی کو ادب کے لئے مار سکتا ہے مگر بیوی خاوند کو نہیں مار سکتی۔ یہی حال استاد شاگرد' پیر مرید اور باپ بیٹے وغیرہ کا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ افسر پر ماتحت کا قصاص نہیں شاگرد استاد سے' بیٹا باپ سے' بیوی خاوند سے امتی نبی سے قصاص نہیں لے سکتا۔ قصاص میں یک گونہ برابری ہے ۵۔ یعنی جب رب تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالیتا ہے تو تم بھی عورت کی معذرت قبول کرلیا کرو اور توبہ کے بعد اسے تنگ نہ کیا کرو ۶۔ اے خاوند اور بیوی کے ولیو۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اور بیوی میں صلح کرادینا بہترین عبادت ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں میں صلح کرانا بہت اچھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صلح کے لئے پنچ مقرر کردینا اعلیٰ چیز ہے اسی لئے حضرت علی مرتضیٰ اور امیر معاویہ نے صلح کے لئے ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کو اپنا پنچ مقرر فرمایا ۷۔ معلوم ہوا کہ غیر خدا کو حکم اور حاکم بنانا جائز ہے۔ یہ اس آیت کے خلاف نہیں اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کیونکہ وہاں حکم سے مراد حقیقی یا تکوینی حکم ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ماں باپ کا حق تمام رشتہ داروں سے زیادہ ہے اسی لئے رب نے اپنی عبادت کے ساتھ ان کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور تمام قرابت داروں سے پہلے ان کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کی خدمت ہر طرح کی جاوے۔ بدنی بھی اور مالی بھی ۹۔ یعنی جس کا گھر تمہارے گھر سے ملا ہوا ہو اور جو محلہ دار تو ہو مگر اس کا گھر تم سے ملا ہوا نہ ہو یا جو تمہارا پڑوسی بھی ہو اور رشتہ دار بھی۔ اور وہ جو صرف پڑوسی ہو' رشتہ دار نہ ہو یا وہ جو پڑوسی بھی ہو مسلمان بھی اور وہ جو صرف پڑوسی ہو مسلمان نہ ہو' غرضیکہ پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ کی بہت سی تفسیریں ہیں (روح) ۱۰۔ یعنی بیوی یا سفر کا ساتھی یا اپنا ہم سبق یا پیر بھائی یا مسجد میں برابر بیٹھنے والا۔ غرضیکہ کروٹ کے ساتھی کی بہت سی تفسیریں ہیں۔ (خزائن العرفان)۔ ۱۱۔ اس میں مہمان بھی شامل ہے اور مسافر بھی۔ مہمان کی خاطر تواضع مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے۔ مہمان وہ جو ہم سے ملاقات کرنے کے لئے ہمارے بلانے پر یا بغیر بلائے باہر سے آئے۔ جو اپنے کام کے لئے آیا وہ مہمان نہیں۔ جیسے حاکم کے پاس مقدمہ والے یا مفتی کے پاس مستفتی ۱۲۔ اس طرح کہ غلاموں باندیوں سے طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ ان سے سخت کلامی نہ کرو۔ انہیں بقدر ضرورت

(بقیہ صفحہ ۱۳۲) کھانا کپڑا دو۔ خیال رہے کہ لونڈی غلاموں کے یہ حقوق مولیٰ پر ہیں۔ اگر ان میں کوتاہی کی تو رب پکڑ فرماوے گا۔ لیکن وہ ان حقوق کا مطالبہ حکومت سے نہیں کر سکتے۔ لہٰذا فقہا کا فرمان قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں ۱۳۔ حقوق ادا نہ کرنا بخل ہے۔ زکوٰۃ' صدقات واجبہ' بیوی بچوں وغیرہ کا ضروری نفقہ نہ دینا بخل ہے۔ اسی طرح علم کا چھپانا علمی بخل ہے۔ مال و حال دونوں کے سخی بنو۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی نعمت کا ظاہر کرنا شکر میں داخل ہے اور فخر اور شیخی مارنا جرم ہے۔ حضور نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیدہ دانستہ حضور کے فضائل بیان نہ کرنا یا ان میں تبدیلی کرنا کفر ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت ان علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور کے وہ اوصاف حمیدہ چھپاتے تھے جو توریت میں مذکور ہیں۔ اس سے موجودہ زمانے کے علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو حضور کی نعت خود بھی نہیں کہتے اور کہنے والوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

۳۔ بخل کا ذکر ہو چکا۔ اب فضول خرچی کا ذکر ہے۔ اس میں دکھاوے کے لئے خیرات، نام نمود کے لئے شادی بیاہ کی بے جا رسموں میں خرچ وغیرہ سب ہی اسراف یعنی فضول خرچی میں داخل ہیں ۴۔ دنیا میں تو اس طرح کہ جو شیطان کو خوش کرے شیطان اس کے ساتھ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ کھاتا پیتا صحبت کرتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ ہر جائز کام کو بسم اللہ سے شروع کرے اور آخرت میں اس طرح کہ وہ شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں بندھا ہو گا ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی ہر نعمت میں سے کچھ خیرات کرے اسی لئے مما ارشاد ہوا دوسرے یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے بعض کرے جیسے کہ من تبعیضیہ سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ حلال روزی سے خیرات کرے۔ اسی لئے اس رزق کو رب کی طرف نسبت فرمایا۔ ۶۔ کہ کسی کے اعمال خیر بلا سبب برباد فرما کر جزا نہ دے یا مجرم کو جرم سے زیادہ سزا دے' یہ ناممکن ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ رب اپنے فضل سے عذاب میں کمی اور ثواب میں زیادتی فرمائے گا۔ یہ دونوں فضل کی قسمیں ہیں۔ مگر یہ دونون فضل مومن کے لئے ہیں۔ ۸۔ ہر نبی اپنی امت کے نیک و بد کی گواہی دیں گے اور امت محمدی ان نبیوں کی گواہ ہو گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ مگر ان کی گواہیوں میں فرق ہو گا کہ آپ کی امت کی گواہی تو آپ سے سن کر ہو گی۔ اور آپ کی گواہی چشم دید ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اسی لئے کفار حضور کی گواہی پر وہ اعتراض نہ کر سکیں گے جو امت کی گواہی پر اعتراض کریں گے کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں ۹۔ یعنی ان کے عقیدے اور اعمال دونوں خراب ہوئے۔ عقیدے کی خرابی کَفَرُوْا میں اور عمل کی خرابی عَصَوُا الرَّسُوْلَ میں مذکور ہے۔ انسان کو چاہیے کہ عقیدہ اور اعمال دونوں کو درست کرے ورنہ آگے چل کر مصیبت پڑے گی۔ ۱۰۔ جیسا کہ جانور ایک دوسرے کا بدلہ دلوا کر مٹی کر دیے جاویں گے۔ ایسا ہی کفار کی تمنا ہو گی کہ میں بھی مٹی کر دیا جاتا۔ رب فرماتا ہے وَیَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا

يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
اور اوروں سے بخل کے لئے کہیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۳۷
اسے چھپائیں ۲ اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۳

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ
اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچتے ہیں ۳ اور ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا
اللہ اور نہ قیامت پر اور جس کا مصاحب شیطان ہوا تو کتنا برا

فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
مصاحب ہے ۴ اور ان کا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور قیامت

الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ
پر اور اللہ کے دیئے میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ۵ اور اللہ ان کو

عَلِيْمًا ۝۳۹ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ
جانتا ہے اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا ۶ اور اگر کوئی نیکی

حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰
ہو تو اسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے ۷

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں

عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝۴۱ يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں ۸ اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر

عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ
کیا اور رسول کی نافرمانی کی ۹ کاش انہیں مٹی میں دبا کر زمین برابر کر دی جائے ۱۰ اور کوئی بات اللہ

اللّٰہَ حَدِیْثًا ﴿۴۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ

سے نہ چھپا سکیں گے اے ایمان والوں نشہ کی حالت میں نماز کے

وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا

پاس نہ جاؤ[1] جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی

اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ

حالت میں[2] بے نہائے مگر مسافری میں اور اگر تم بیمار ہو[3] یا سفر میں

عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ

[4] یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو

النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا

چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو[5] تو اپنے منہ اور

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا

ہاتھوں کا مسح کرو[6] بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے

غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

والا ہے[7] کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو کتاب سے ایک حصہ ملا[8]

یَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِیْلَ ﴿۴۴﴾

گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ سے بہک جاؤ[9]

وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِیًّا ٘ۙ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ

اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو[10] اور اللہ کافی ہے

نَصِیْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

والی اور اللہ کافی ہے مددگار[11] کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے

مَّوَاضِعِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ

پھیرتے ہیں[12] اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں

شان نزول۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے گھر صحابہ کی دعوت تھی۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ امام نشہ میں تھے۔ قل یاایها الکفرون پڑھی اور ہر جگہ لا چھوڑ گئے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بے ہوشی، جنون، نیند کی حالت جب ایسی ہو کہ پتہ نہ لگے کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اس حالت میں نماز نہ پڑھے جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ اس آیت کے نزول پر نماز کے اوقات میں شراب پینا حرام ہوا پھر مطلقاً حرام کر دیا گیا۔ اس سے پتہ لگا کہ نشہ یا بے ہوشی میں کفریہ بات منہ سے نکلنے سے کافر نہ ہو گا ۲۔ اس کا تعلق حتی تغتسلوا سے ہے یعنی جنابت کی حالت میں بغیر غسل کئے نماز کے قریب نہ جاؤ لیکن اگر مسافر ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کر کے بھی نماز پڑھ سکتے ہو۔ مسافر کی قید اس لئے ہے کہ پانی نہ ملنا اکثر سفر ہی میں ہوتا ہے۔ اگلی آیت میں اس کی تفصیل آ رہی ہے ۳۔ ایسی بیماری جس میں پانی کا استعمال مضر ہوتا ہے یا تو تجربے سے یا طبیب حاذق کے بتانے سے ۴۔ یعنی شہر سے باہر جہاں پانی موجود نہ ہو۔ لہٰذا سفر سے مراد شرعی سفر نہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقط عورت کو چھونے یا ذکر کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں جاتا کیونکہ یہاں جیسے پاخانہ سے آنے سے مراد پاخانہ پھر کر آنا ہے، ایسے ہی عورت کو چھونے سے مراد یا صحبت کرنا ہے چمٹنا، برہنہ ہو کر صحبت کرنے سے غسل فرض ہوتا ہے اور ننگا چمٹنے سے وضو۔ غرضیکہ صرف ہاتھ لگانا مراد نہیں ۶۔ مٹی کی جنس بھی مٹی میں سے ہی ہے جنس مٹی ہر وہ چیز ہے جو زمین سے پیدا ہو اور آگ میں نہ گلے نہ راکھ بنے۔ جیسے کان کو نلہ اور پہاڑ کا نمک پتھر وغیرہ۔ ان سب سے تیمم جائز ہے پانی کا نمک اگرچہ گلتا جلتا نہیں مگر پانی سے بنتا ہے۔ لہٰذا تیمم کے لائق نہیں ۷۔ شان نزول۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپس آتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ کا ہار گم ہو گیا۔ اس کی تلاش کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لشکر وہاں جنگل میں ہی ٹھہر گئے۔ نماز کا وقت آیا پانی نہ تھا تب یہ آیت اور تیمم کا حکم آیا۔ حضرت اسید ابن حضیر نے عرض کیا کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوتی ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت عائشہ صدیقہ کی عظمت کا پتہ لگا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کا تیمم ایک ہی طرح ہو گا کیونکہ رب نے دونوں نجاستوں حدث اصغر اور اکبر کا ذکر فرما کر طریقہ تیمم ایک ہی بیان فرمایا ۹۔ کہ توریت کے ایک حصہ پر ایمان لائے اور دوسرا حصہ کے منکر ہو گئے یا موسیٰ علیہ السلام کو مانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا ۱۰۔ یعنی خود تو ایمان لاتے نہیں الٹا تمہیں گمراہ نہیں کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ انسان شیطان سے زیادہ خطرناک ہے کہ خاص اولیاء اللہ کو گمراہ کرنے سے شیطان مایوس ہو چکا مگر یہ لوگ مایوس نہ ہوئے کوشش میں لگے ہوئے ہیں ۱۱۔ لہٰذا رب نے جس کے متعلق فرما دیا کہ یہ تمہارا دشمن ہے اسے دشمن جانو اگرچہ وہ تمہارا ظاہری دوست یا اولاد یا بیوی ہو۔ رب فرماتا ہے ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروهم اس سے معلوم ہوا کہ بے دین، اگرچہ عزیز اور قریبی رشتہ دار ہو مگر مومن کا دشمن ہے اور مومن اگرچہ اجنبی ہو مومن کا دوست ہے ۱۲۔ یعنی تمہیں ان کے داؤں سے محفوظ رکھے گا اس سے معلوم ہوا کہ بفضلہ تعالیٰ حضور کے صحابہ گمراہی سے محفوظ رہے۔ بلکہ جن پر صحابہ کرام کی نظر عنایت ہو جائے وہ رب کے فضل و کرم سے گمراہی سے بچا رہتا ہے ۱۳۔ شان نزول۔ رفاعہ ابن زید اور مالک ابن حشم وغیرہ یہودی زبان موڑ کر حضور سے کلام سلام کرتے تھے اور منہ سے سمعنا کہتے تھے۔ دل سے عصینا منہ

وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا

اور راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر[1] اور دین میں طعنہ کیلئے[2] اور اگر وہ کہتے کہ

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ

ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں[3] تو ان کیلئے بھلائی

وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

اور راستی میں زیادہ ہوتا[4] لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی انکے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا

مگر تھوڑا[5] اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی

لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى

تصدیق فرماتا[6] قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو[7] تو انہیں پھیر دیں ان کی

اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ

پیٹھ کی طرف[8] یا انہیں لعنت کریں جیسی لعنت کی ہفتہ والوں پر[9] اور خدا کا

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ

حکم ہو کر رہے۔ بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے[10] اور

يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ

کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے[11] اور جس نے خدا کا شریک

افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا[12] کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ

کرتے ہیں[13] بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرما کے ڈورے برابر

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾ ع

دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں[14] اور یہ کافی ہے صریح گناہ

ع ۴

(بقیہ صفحہ ۱۳۴) سے ذَاسِمِعَ کہتے تھے۔ دل میں غیر مسمع کہہ کر کوستے تھے اس طرح اپنی بدباطنی کا ثبوت دیتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔

۱۔ اس طرح کہ راعنا راعینا بن جاتا جس کے معنی ہیں چرواہا۔ یا رعونت ۔ بمعنی حماقت سے مشتق۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس لفظ میں برے معنی کا احتمال بھی ہو وہ اللہ و رسول کی شان میں بولنا حرام ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ یہ بدباطن یہود حضور کی بارگاہ میں ایسی گستاخیاں کر کے جاتے اور پھر اپنے دوستوں سے کہتے کہ اگر حضور سچے نبی ہوتے تو ہماری اس تدبیر کو سمجھ جاتے کہ ہم منہ سے کچھ بولتے ہیں اور دل میں کچھ اور ہے ہم رَاعِنَا اور معنی سے بولتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے علم پر طعن کرنا درحقیقت دین اسلام پر طعن ہے اور یہودیوں کا طریقہ ہے کہ اسے رب نے طعن فی الدین قرار دیا۔ موجودہ زمانہ کے گستاخوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ ۳۔ یعنی بجائے رَاعِنَا کے اُنْظُرْنَا بولتے جس میں برے معنی کی گنجائش نہ ہوتی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے ادب میں ہمارا ہی فائدہ ہے اور بے ادبی میں ہمارا ہی نقصان۔ اس سے اس سرکار کا کچھ نہیں بگڑتا۔ سورج کی تعریف کرو یا برائی وہ نور ہی ہے ۵۔ اس طرح کہ صرف خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں نبی کے منکر اور صرف خدا کو ماننا ایمان کے لئے کافی نہیں۔ صرف خدا کو تو شیطان بھی مانتا ہے یا وہ صرف اپنے نبیوں کو مانتے ہیں۔ آپ کے منکر ہیں۔ یہ بھی ایمان کے لئے کافی نہیں ۶۔ یعنی قرآن تمہاری کتابوں کو سچا کہتا ہے یا سچا کرتا ہے کہ انہوں نے قرآن کی آمد کی خبر دی تھی۔ اگر قرآن نہ آتا تو وہ تمام کتب جھوٹی ہو جاتیں یا سچا کہلواتا ہے کہ صرف وہی کتب اور صحیفے اور وہی نبی دنیا میں چمکے جن کو قرآن نے چمکایا۔ باقی کو دنیا بھول گئی۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مسخ وغیرہ عذاب خصوصی طور پر قیامت تک آتے رہیں گے۔ حضور کی تشریف آوری پر عام مسخ ختم ہو گیا ۸۔ یعنی جیسے سر کا پچھلا حصہ یکساں ہے ایسے ہی اسے بھی کر دیں کہ اس میں نہ آنکھیں رہیں نہ ناک منہ وغیرہ ۹۔ جن یہودیوں نے ممانعت کے باوجود ہفتہ کو بہانہ سے مچھلی کا شکار کیا وہ بندر بنا دیئے گئے یہ مسخ قیامت کے قریب واقع ہو گا۔ دنیا میں ہی یا قیامت میں واقع ہو گا۔ اس میں فرق نہیں ہو سکتا۔ ۱۰۔ یہاں شرک ۔ بمعنی کفر ہے لہذا حضور کا ہر منکر مشرک ہے خواہ رب کو ایک مانے یا چند۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا جو کفر پر مر جاوے اس کی بخشش ناممکن ہے۔ اس لئے کافر کو مرحوم وغیرہ کہنا منع ہے۔ قرآن میں شرک ۔ بمعنی کفر آتا ہے۔ ۱۱۔ مقصد یہ ہے کہ جو کفر پر مرے گا اس کی بخشش ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ بڑے سے بڑا گناہ بخشش کے قابل ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا حق العبد ہو یا حق اللہ مگر بخشش کی نوعیتوں میں فرق ہے اللہ کے حق کی بخشش اور طرح ہو گی' بندے کے حق کی بخشش اور طرح۔ حق العبد بندے سے معاف کرا دیئے جاویں گے' باقی حقوق کچھ شفاعت سے کچھ دوزخ میں عارضی طور پر داخل کر کے۔ ۱۲۔ یہاں بھی شرک سے مراد کفر ہی ہے۔ ہر کافر بڑا طوفان باندھنے والا ہے۔ روح البیان میں فرمایا کہ یہ دونوں آیتیں حضرت وحشی (قاتل امیر حمزہ) کے حق میں آئیں جنہوں نے حضور کی خدمت میں کہلوا کر بھیجا کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں مگر یہ آیت مجھے اسلام سے روکتی ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ میں تو مشرک بھی ہوں اور مومن کا قاتل بھی۔ اس پر یہ آیت اور چند دوسری آیات اتریں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اپنے نام کے ساتھ صاحب یا القاب خود لکھنا منع ہے کہ یہ اپنی ستھرائی بیان کرنے میں داخل ہے۔ ایسے ہی اپنی تعریف اپنے منہ سے بیان کرنا درست نہیں۔ ہاں رب کی نعمت کے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ

کیا تم نے وہ نہ دیکھے ۱ جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا ۲ ایمان لاتے ہیں

بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَاۤءِ

بت اور شیطان پر ۳ اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے

اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

زیادہ راہ پر ہیں یہ ہیں جن پر

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾ ؕ

اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا ۴

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ

کیا ملک میں ان کا کچھ حصہ ہے ۵ ایسا ہو تو لوگوں کو تل بھر

نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ ۙ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

نہ دیں یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں ۶ اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے

فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ

فضل سے دیا ۷ تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی ۸ اور انہیں بڑا

مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ

ملک دیا ۹ تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا ۱۰ اور کسی نے اس سے منہ

عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

پھیرا ۱۱ اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا

سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ

عنقریب ہم انکو آگ میں داخل کریں گے ۱۲ جب کبھی انکی کھالیں پک جائیں گی ہم انکے

جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا

سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے ۱۳ کہ عذاب کا مزہ لیں بیشک اللہ غالب حکمت

(بقیہ صفحہ ۱۳۵) اظہار کے لئے جائز ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔ انا سید ولد آدم ۱۴۔ یعنی جو کفار اپنے کو بڑا اور مومنوں کو چھوٹا سمجھتے ہیں وہ رب پر افترا کرتے ہیں کیونکہ رب نے مومنوں کو بڑا اور کافروں کو ذلیل فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی برائی کرنا غضب الٰہی کا باعث ہے۔

۱۔ شان نزول۔ کعب ابن اشرف اور اس کے ساتھی ستر یہودی مشرکین مکہ کے پاس پہنچے اور انہیں حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ قریش بولے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ تم بھی کتابی ہو' ان سے قریب تر ہو۔ اگر ہم نے ان سے جنگ کی اور تم ان سے مل گئے تو ہم کیا کریں گے۔ اگر ہمیں اطمینان دلاتا ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو۔ ان بدنصیبوں نے سجدہ کر لیا۔ ابو سفیان بولے کہ بتاؤ ہم ٹھیک راستہ پر ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعب بولا کہ تم ٹھیک راہ پر ہو۔ اس پر یہ آیت اتری ۲۔ یعنی علم کا' نہ کہ عمل کا' کیونکہ کعب بن اشرف یہود کا پادری تھا۔ معلوم ہوا کہ کتاب الٰہی کے دو حصے ہوتے ہیں۔ علم و عمل اللہ دونوں نصیب فرماوے۔ عمل کے بغیر علم وبال ہے ۳۔ طاغوت' طغی سے بنا' بمعنی سرکشی جو رب سے سرکش ہو اور سرکش بنائے وہ طاغوت ہے خواہ جنی شیطان ہو یا انسانی شیطان۔ قرآن کریم نے سرداران کفر کو بھی طاغوت کہا۔ جو نبی کو طاغوت کہے وہ بے دین ہے جیسے حسین علی واں' بھچرانوالہ۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے انبیاء' اولیاء' چھوٹے بچے وغیرہ باذن الٰہی مددگار ہوں گے۔ ملعونوں کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ جو کہے کہ کوئی مددگار میرا نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ اور فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۵۔ شان نزول' یہود کہتے تھے کہ نبوت اور حکومت کے ہم ہی حقدار ہیں کیونکہ ہم بنی اسرائیل ہیں تو حضور کی اتباع اور عرب کی اطاعت کیسے کریں۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ ۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان' تقویٰ' نبوت اللہ کا فضل ہے اس میں کسی کی شیخی نہیں ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبوت اور علم دین اللہ کی بڑی ہی نعمت ہیں کہ رب نے حضرت ابراہیم کے فضائل میں اس کا ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ نبوت حضرت ابراہیم کے بعد ان کی اولاد میں خاص کر دی گئی کہ کوئی غیر ابراہیمی نبی نہ ہوا لہٰذا مرزا قادیانی نبی نہیں کیونکہ وہ سید نہیں بلکہ مغل تھا تیسرے یہ کہ بزرگوں کی اولاد ہونا اور اعلیٰ خاندان سے ہونا بھی خدا کی نعمت ہے۔ دیکھو حضور کے بعد خلافت قریش سے مخصوص کر دی گئی کہ فرمایا اَلْخِلَافَةُ فِي الْقُرَيْشِ بلکہ صواعق محرقہ میں ہے کہ قطب الاقطاب ہمیشہ سید ہی ہو گا امام مہدی سیدوں میں سے ہوں گے ۹۔ دنیاوی سلطنت جیسے حضرت یوسف و داؤد سلیمان علیہم السلام۔ کہ اللہ نے انہیں نبوت اور سلطنت دونوں بخشیں۔ ایسے ہی اگر ہم نے اپنے محبوب کو نبوت و سلطنت بخشی تو تم کو کیوں برا لگا ۱۰۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا۔ جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ ۱۱۔ کہ ایمان سے محروم رہا۔ جیسے کعب بن اشرف وغیرہ۔ اس سے پتہ لگا کہ علم جب ہی مفید ہے جب رب کا فضل شامل حال ہو۔ عبداللہ بن سلام بھی توریت کے عالم تھے اور کعب بن اشرف بھی۔ مگر وہ ایمان لائے یہ کافر رہا۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار رب کی تمام آیتوں کا انکار ہے اور انکار کا انجام نار ہے۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ دوزخ کی آگ کافر کے ہر عضو پر پہنچے گی مگر صرف کھال جلے گی۔ رب فرماتا تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ دوسرے یہ کہ اتنی سخت آگ میں رہنے کے باوجود انہیں موت نہ آوے

(بقیہ صفحہ ۱۳۶) گی۔ بلکہ ہر بار کھال پکنے کے بعد دوسری کھال ایسے بن جاوے گی جیسے آج چھالے کے نیچے نئی کھال تیار ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس طرح کا عذاب کافروں کو ہو گا مومن گنہگار کے عذاب کی نوعیت یہ نہ ہو گی۔
۱۔ کہ وہ ہر قسم کے عذاب دینے پر قادر ہے اور ہر عذاب میں اس کی حکمت ہے' وہ اس پر قادر ہے کہ ایسی سخت آگ میں رہ کر بھی کافر کو موت نہ آئے۔ دیکھو کہ زمین میں لوہے بلکہ فولاد کو دفن کر دو تو اسے گلا کر فنا کر دیتی ہے مگر دانہ کو فنا نہیں کرتی۔ یہ اس کی قدرت ہے۔ ۲۔ کہ ہر جنتی کو کئی جنتیں دی جاویں گی۔ مختلف

حَكِيمًا ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ

والا ہے لے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ہم انہیں باغوں میں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ٹ ان میں ہمیشہ رہیں گے

لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ﴿٥٧﴾

ان کے لئے وہاں ستھری بیبیاں ہیں تے اور ہم انہیں وہاں داخل کریں گے جہاں سایہ ہی سایہ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا

ہو گا ٹ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کر دو ے اور یہ کہ

حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو تے بے شک اللہ

نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا

تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے تے اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي

والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں

الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ

حکومت والے ہیں شہ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے ٹ تو اسے اللہ

وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ

اور رسول کے حضور رجوع کرو نلہ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو لہ

ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ

یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ

يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ

ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے

اعمال کی مختلف جنتیں پھر کفار کے حصے کی جنت کے بھی یہ ہی وارث ہوں گے جیسے نہریں بہت ایسے ہی ہر جنتی کی جنتیں بہت۔ ۳۔ ہر جنتی کو کئی کئی بیویاں عطا ہوں گی۔ اپنی دنیا کی مومنہ بیوی، حور عین اور دنیا کی وہ مومنہ عورتیں جن کے خاوند دوزخ میں گئے کہ یہ تمام بیویاں حیض' نفاس' تھوک' رینٹ' میل' کج خلقی وغیرہ تمام جسمانی و قلبی گندگیوں سے پاک و صاف ہوں گی ۴۔ اس طرح کہ وہاں دھوپ ہو گی ہی نہیں کیونکہ سورج نہ ہو گا۔ رب کے نور کی تجلی ہو گی یہ مطلب نہیں کہ دھوپ ہو پھر درخت سایہ کرے ۵۔ امانت خواہ مال کی ہو یا اعمال کی یا علم کی یا اسرار الٰہی کی۔ جو اس کے اہل ہوں انہیں سپرد کی جاوے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ عثمان ابن طلحہ جو کعبہ کے کلید بردار تھے ان سے فتح مکہ کے دن کعبہ کی چابی لی گئی۔ پھر دوسرے صحابہ نے خواہش کی کہ یہ خدمت ہمارے سپرد کی جائے اور چابی ہم کو عنایت ہو اس پر یہ آیت اتری اور چابی حسب سابق عثمان ابن طلحہ کو عطا ہوئی۔ اور آج تک انہی کی اولاد میں یہ چابی ہے۔ عثمان ابن طلحہ یہ امانتداری ملاحظہ کر کے ایمان لے آئے مگر تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ نے فرمایا کہ صحیح تر یہ ہے کہ عثمان ابن طلحہ ۸ھ میں یعنی فتح مکہ سے قریباً دو سال پہلے اسلام لا چکے تھے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال نزول اگرچہ خاص موقعہ پر ہوا مگر حکم عام ہے ۶۔ علماء فرماتے ہیں کہ حاکم پانچ باتوں میں مد مدعی علیہ کے درمیان برابری کرے اپنے پاس آنے جانے کی اجازت میں۔ نشست میں کہ دونوں کو یکساں دے۔ توجہ میں کہ دونوں کی طرف یکساں کرے۔ کلام سننے میں فیصلہ دینے میں کہ حق کا فیصلہ دے ۷۔ لہٰذا اے حاکمو خیال رکھو کہ تمہارا ابھی کوئی حاکم ہے جو تمہارے فیصلوں کو دیکھ رہا ہے تمہاری باتیں سن رہا ہے کل تمہیں بھی اس کے دربار میں پیش ہونا ہے ۸۔ خواہ دینی حکومت والے ہوں جیسے عالم' مرشد کامل فقیہ' مجتہد یا دنیاوی حکومت والے جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حکام۔ لیکن دینی حکام کی اطاعت دنیاوی حکام پر بھی واجب ہو گی۔ مگر ان دونوں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ نص کے خلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔ حضور کی اطاعت ہر حکم میں واجب ہے اگرچہ کسی کو قرآن کے خلاف ہی حکم دیں۔ اس کے حق میں وہی نص ہو گی۔ حضرت علی کو فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ ہونا۔ حضرت خزیمہ انصاری کی ایک گواہی دو کی برابر ہونا اسی میں داخل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں رسول کو اولی الامر سے علیحدہ بیان فرمایا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں ملاحظہ کرو۔ اس آیت سے مسئلہ تقلید بھی ثابت ہوتا ہے۔ ۹۔ تم میں اور حاکموں میں کسی مسئلہ شرعی میں اختلاف ہو جاوے (روح البیان) تو اسے نص سے سلجھاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور حاکموں کے حاکم' سلطانوں کے سلطان ہیں ۱۰۔ فقہاء کی طرف رجوع کرنا بھی رسول ہی کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ فقہاء

(بقیہ صفحہ ۱۳۷) حضور ہی کا حکم سناتے ہیں۔ جیسے حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ایسے ہی عالم دین کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے۔ یوں ہی سلطان اسلام کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دعویٰ ہے اور عمل اس کی دلیل ہے۔ جو منہ سے کہے کہ میں اللہ رسول کو مانتا ہوں اور عمل کرے کفار کے سے قانون کے امریکہ و انگلستان کے اس کا دعویٰ ناقص و بے دلیل ہے۔ ۱۲۔ یعنی اگرچہ شریعت کے بعض احکام نفس پر گراں ہیں جیسے زکوٰۃ' جہاد کا فرض ہونا' سود کا حرام ہونا لیکن انجام ان کا اچھا ہے مسلم قوم سود لے کر فنا ہوگی زکوٰۃ دے کر زندہ رہے گی۔

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں ؎

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں ؎ اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ

يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝۶۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى

انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ

ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر

عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ

پھر جاتے ہیں ؎ کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلہ

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ

اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ؎ پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی

اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝۶۲ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ

قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا ؎ ان کے دلوں کی تو بات اللہ

اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ

جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو ؎ اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ۝۶۳ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

ان سے رسا بات کہو اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر

لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ؎ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر

جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں ؎ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے

۱۔ شان نزول۔ بشر منافق کا ایک یہودی کے ساتھ کچھ جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو حضور سے فیصلہ کرائیں۔ منافق بولا کہ چلو کعب بن اشرف سے فیصلہ کرائیں۔ یہودی نے کعب ابن اشرف کو پنچ ماننے سے انکار کر دیا اور مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ حضور نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ بشر منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ پھر یہ دونوں حضرت عمر فاروق کے پاس یہ مقدمہ لائے۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ بارگاہ نبوی میں میرے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے مگر بشر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس لایا فاروق اعظم نے اسے قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو فیصلہ مصطفوی سے راضی نہ ہو اس کا فیصلہ یہ ہے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کے فیصلہ کی اپیل کہیں نہیں ہو سکتی۔ آپ کا فیصلہ رب کا فیصلہ ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کے حکم سے راضی نہ ہونا کفر ہے اور وہ شخص مرتد واجب القتل ہے۔ کیونکہ یہ شخص بظاہر مسلمان تھا آج شرعاً" مرتد ہوا اور قتل کیا گیا۔ چوتھے یہ کہ عدل میں اپنے پرائے کا خیال نہ چاہیے منافق گو ظاہری مسلمان تھا مگر فیصلہ یہودی کے لئے ہوا۔ پانچویں یہ کہ سرداران کفر طاغوت یعنی انسانی شیطان ہیں کہ کعب ابن اشرف یہودی کو طاغوت فرمایا گیا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بخوشی کفار کو حکم یا حاکم بنانا ان کے قوانین پر فریفتہ ہونا سخت جرم ہے' مجبوری کی معافی ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ شریعت کا حکم ہوتے ہوئے امریکہ' لندن والوں کے قانون کو اچھا سمجھنا منافقانہ طریقہ ہے۔ ۴۔ یعنی وہ بشر فاروق اعظم کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا اور اس کے وارث جب خون کا بدلہ مانگیں تو بدلہ نہ دلوایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رب نے فاروق اعظم کے اس فعل کو سراہا ۵۔ چنانچہ بشر کے وارثوں نے بہانہ بنایا کہ حضور بشر آپ سے منحرف نہ تھا بلکہ صلح کلی تھا سب میں اتفاق چاہتا تھا اس لئے کعب بن اشرف کے پاس مقدمہ لے جانا چاہا تھا۔ ۶۔ کیونکہ منافقوں کو شریعت میں قتل نہیں کیا جاتا۔ بشر کے وارثوں کو صرف سمجھا دو۔ ۷۔ یعنی اگرچہ تم بھی دنیا میں آئے اور نبی بھی' مگر دونوں آمدوں کی منشا میں فرق ہے تم نبی و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے وہ تم پر حکومت کرنے کے لئے جہاز میں مسافر اور کپتان دونوں سوار ہیں۔ مگر مسافر پار لگنے کو کپتان پار لگانے کو۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر سوار ہوتے ہیں کپتان تنخواہ لے کر۔ کشتی اسلام میں تم پار لگنے کو سوار ہو' نبی پار لگانے کو لیطاع کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ نبی کے ہر قول کی اطاعت چاہیے اور ہر فعل کا اتباع ۸۔ اس آیت میں ظلم' ظالم' زمان و مکان کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا مجرم ہر زمانے میں خواہ کسی قسم کا جرم کرے تمہارے آستانہ پر آجاوے اور حاوک میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے بلکہ ان کی طرف توجہ کرنا یہ بھی ان کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے

(بقیہ صفحہ ۱۳۸) نصیب۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ وہ شفاخانہ ہے جس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔ کسی کو محروم واپس نہیں کیا جاتا کوئی آنے والا ہو۔ خیال رہے کہ ہمارے پاس حضور کا آنا اور ہے اور ہمارا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہونا کچھ اور۔ سورج کا ہمارے پاس آنا یہ ہے کہ وہ ہم پر چمک جائے۔ ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑ ہٹا کر اس کی دھوپ میں آ جائیں۔ لہٰذا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ اور جَآءُوْكَ میں فرق ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تواب اور رحیم اس کے لئے ہے جو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو اور حضور اس کے لئے دعا فرمائیں ورنہ وہ قہار و جبار ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو آپ کے دروازہ پر آ جاوے وہ رب کو پاوے گا مگر صفت رحمت میں۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کا پتہ ہیں اسی پتے پر اللہ ملتا ہے۔ ۲۔ یعنی ایسوں کو اصل ایمان ہی نصیب نہ ہو گا۔ آیت میں ایمان کی نفی ہے نہ کہ کمال ایمان کی۔ مومن اگرچہ گناہ کرے مگر وہ حضور کے فیصلہ کو ناحق نہیں سمجھتا حق جانتا ہے اپنے کو ناحق' ظالم' گنہگار جانتا ہے لہٰذا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں جو کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلامی احکام میں نقص نکالے اور عیسائی مشرکوں کے قانونوں کو اچھا جانے وہ اسلام سے خارج۔ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ ۳۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خدا کے سوا کوئی حاکم بنانا جائز ہے خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نائب جناب کبریاء ہیں۔ حضور کو حاکم ماننا رب ہی کو حاکم ماننا ہے۔ لہٰذا یہ اس کے خلاف نہیں ان الحکم الا للّٰہ کیونکہ وہاں تکوینی احکام یا حقیقی حکم مراد ہے دوسرے یہ کہ اب حضور کے پردہ فرمانے کے بعد علماء دین کو حاکم ماننا حضور ہی کو حاکم ماننا ہے کیونکہ یہ حضرات حضور کے نوکر چاکر اور اس آستانے کے کارندے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کے احکام قبول کر لینا اور دل سے ان پر راضی نہ ہونا کفار کا طریقہ ہے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے سارے فیصلے ہمارے لئے برحق واجب العمل ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کے فیصلہ پر زبان اعتراض دراز کرنا یا نہ ماننا کفر و ارتداد ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر کوئی مجبوراً" حضور کا فیصلہ مان تو لے مگر دل سے راضی نہ ہو وہ بھی کافر ہے چوتھے یہ کہ مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے ۵۔ اس پوری آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ اہل مدینہ پہاڑی پانی سے اپنے کھیت سیراب کرتے تھے حضرت زبیر اور ایک انصاری کے کھیت ملے ہوئے تھے۔ ان دونوں کا اس پانی کے متعلق جھگڑا ہو گیا کہ پہلے کون اپنے کھیت کو پانی دے۔ یہ مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا۔ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ پہلے حضرت زبیر پانی دیں پھر انصاری کیونکہ حضرت زبیر کا کھیت

ع ۹

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں [1] تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان

حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ

نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں [2] پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں

حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا

اس سے رکاوٹ نہ پائیں [3] اور جی سے مان لیں [4] اور اگر ہم ان پر فرض کرتے [5]

عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا

کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ [6] تو ان میں

فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ

تھوڑے ہی ایسا کرتے [7] اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی

لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ

ہے تو اس میں ان کا بھلا تھا اور ایمان پر خوب جمنا [8] اور ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں

لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾

اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے اور ضرور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے [9]

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے [1] تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن

اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ

پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء [2] اور صدیق اور شہید اور

الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ

نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں [3] یہ اللہ کا فضل ہے

مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ کافی ہے جاننے والا [4] اے ایمان والو

اوپر کی جانب تھا۔ یہ فیصلہ انصاری کو ناگوار گزرا۔ اس کے منہ سے نکل گیا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد قریبی ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ ظاہر یہ ہے کہ اس وقت اس انصاری پر مرتد ہونے کا حکم نہ دیا گیا ہو گا۔ کیونکہ ان کا یہ واقعہ اس قانون بننے اور اس آیت کے نزول سے پہلے تھا قانون کے احکام اس کے بن جانے کے بعد جاری ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان شخص ایسا کرے تو مرتد ہے ۶۔ اہل عرب پر جن میں مخلص و منافق سب شامل ہیں ۷۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر توبہ کے لئے مجرم کا اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دینا یا دیس نکالے کا حکم دیا جاتا تھا اس سے اسلامی ہجرت اور جہاد مراد نہیں وہ دونوں تو اسلام میں بھی ہیں لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۸۔ یعنی ایسے سخت احکام صرف مخلص مومنین صحابہ ہی مانتے' منافقین و کفار نہ مانتے' لہٰذا اس آیت سے شیعہ دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ صحابہ کرام نے

خُذُوۡا حِذۡرَكُمۡ فَانۡفِرُوۡا ثُبَاتٍ اَوِ انۡفِرُوۡا جَمِيۡعًا ﴿۷۱﴾ وَ

ہوشیاری سے کام لو پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو ۱ اور

اِنَّ مِنۡكُمۡ لَمَنۡ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنۡ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ

تم میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا ۲ پھر اگر تم پر کوئی افتاد پڑے

قَالَ قَدۡ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَىَّ اِذۡ لَمۡ اَكُنۡ مَّعَهُمۡ شَهِيۡدًا ﴿۷۲﴾

تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا ۳

وَلَئِنۡ اَصَابَكُمۡ فَضۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوۡلَنَّ كَاَنۡ لَّمۡ تَكُنۡۢ

اور اگر تمہیں اللہ کا فضل ملے ۴ تو ضرور کہے گویا تم میں اس میں

بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيۡتَنِىۡ كُنۡتُ مَعَهُمۡ فَاَفُوۡزَ فَوۡزًا

کوئی دوستی نہ تھی اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا ۵ تو بڑی

عَظِيۡمًا ﴿۷۳﴾ فَلۡيُقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ يَشۡرُوۡنَ

مراد پاتا تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیئے ۶ جو دنیا کی زندگی بیچ کر

الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ ؕ وَمَنۡ يُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

آخرت لیتے ہیں ۷ اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے

فَيُقۡتَلۡ اَوۡ يَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ نُؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمۡ

یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے ۸ اور تمہیں کیا ہوا

لَا تُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ مِنَ

کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں ۹ اور کمزور مردوں اور

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ

عورتوں اور بچوں کے واسطے ۱۰ یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب

اَخۡرِجۡنَا مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ الظَّالِمِ اَهۡلُهَا ۚ وَاجۡعَلۡ

ہمیں اس بستی سے نکال ۱۱ جس کے لوگ ظالم ہیں ۱۲ اور ہمیں اپنے پاس

(بقیہ صفحہ ۱۳۹) جس بہادرانہ طریقہ سے حضور پر جاں نثاری کی وہ دنیا جانتی ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ایمان میں پختگی پیدا کرتی ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے ۱۰۔ اس سے ولایت اور قرب الٰہی کی راہ مراد ہے۔ کیونکہ وہ مخلص مومن تو پہلے ہی تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نیک اعمال سے بھی ولایت مل جاتی ہے جسے ولایت کسبی کہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے صحابہ ولی اللہ ہیں کیونکہ ان سب نے حضور کی اطاعت کی بلکہ اگر منافقین بھی یہ اطاعت کر لیتے تو وہ بھی ولی بن جاتے۔ ۱۱۔ شان نزول' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور کے ایسے سچے عاشق تھے کہ ان میں آپ کی جدائی کی تاب نہ تھی۔ ایک روز بہت غمگین و رنجیدہ ہو کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے رنج و غم کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ جب مجھے یہاں آپ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی تو آخرت میں کیا حال ہو گا۔ وہاں حضور کا دیدار کس طرح پاؤں گا۔ حضور جنت کا اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور میں کہیں اور جگہ میرے لئے تو جنت وحشت کی جگہ بن جاوے گی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری ۱۲۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے نبی بن جاویں گے تاکہ آئندہ سلسلہ نبوت جاری رہے جیسا کہ قادیانیوں نے اس سے سمجھا۔ ورنہ رب فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ چاہیے کہ صابر اللہ بن جاویں۔ ساتھ ہونا اور چیز ہے اور خود وہی بن جانا اور چیز ۱۳۔ خیال رہے کہ حضور کے چاہنے والے امتی کا حضور کے ساتھ جنت میں رہنا ایسا ہو گا جیسے سلطان کے خدام خاص کا سلطان کے ساتھ کوٹھی میں رہنا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسی درجہ میں حضور کے برابر ہو جاوے گا۔ ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنت میں حضور کا قرب جنت کی بڑی نعمت ہو گی۔ دوسرے یہ کہ ہر مدعی محبت عاشق رسول نہیں۔ یہ تو اللہ کو ہی خبر ہے۔

۱۔ یعنی جہاد میں دشمن کی گھات سے بچو۔ ہتھیار اپنے ساتھ رکھو اور موقعہ کے مطابق تھوڑے یا بہت ان کے مقابلہ میں جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار اور سامان رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۲۔ یعنی منافقین، اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں سستی کرنا منافقوں کی علامت ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے علیحدہ رہنا اور اس پر خوش ہونا کفر ہے۔ اعمال میں' عقائد میں عام مسلمانوں کے ساتھ رہو۔ جو بکری ریوڑ میں رہے وہ بھیڑیئے سے محفوظ رہتی ہے۔ ۴۔ دشمن پر فتح اور مال غنیمت، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اپنی فتح کو رب تعالیٰ کا فضل جانیں محض اپنی بہادری کا نتیجہ نہ سمجھیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع کے لئے مسلمانوں کے ساتھ رہنا یا ساتھ رہنے کی تمنا کرنا ایمان نہیں۔ یہ تو خود غرضی اور منافقوں کا طریقہ ہے' دین و دنیا میں ہر طرح ان کے ساتھ رہو ۶۔ تاکہ اسلام بلند ہو اور کفر کا زور ٹوٹے۔ مسلمانوں کو رب کی عبادت میں کوئی آڑ نہ ہو۔ یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد میں اپنے نفس کے نفع کا بالکل خیال نہ ہو۔ ملک گیری صرف دین کی خدمت کے لئے ہو۔ دوسرے یہ کہ مجاہد اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جائے۔ یہ سمجھ لے کہ میں شہید ہونے جا رہا ہوں جیسا کہ يَشۡرُوۡنَ سے ظاہر ہے۔ اگر یہ دو وصف مومن میں جمع ہو جاویں تو اللہ اس کو فتح دیتا ہے وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۸۔ فتح مند کو دنیا میں غنیمت دے کر اور آخرت میں جنت دے کر' شہید یا شکست خوردہ کو آخرت میں بڑا اجر عطا فرما کر۔ بہر حال یہ ایسا سودا ہے جس میں گھاٹا کوئی نہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے۔ بلاوجہ نہ کرنے والا ایسا ہی گنہگار ہو گا جیسے نماز چھوڑنے والا۔

لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ؕ ﴿۷۵﴾

ے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے ؎

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کفار شیطان

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ

کی راہ میں لڑتے ہیں ؎ تو شیطان کے دوستوں سے لڑو

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں

قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو ؎ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ

Page-141.bmp

پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا ؎ تو ان میں بعضے لوگوں سے ایسے

النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ

ڈرنے لگے ؎ جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد ؎ اور بولے اے رب ہمارے

كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ

تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ؎ تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے دیا ہوتا

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟

تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی

وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ

اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا ؎ تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی

وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ

اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو ؎ اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے

(بقیہ صفحہ ۱۴۰) خیال رہے کہ جہاد کی فرضیت کچھ شرائط پر موقوف ہے جب وہ پائی جاویں تو فرض ہے کبھی فرض عین کبھی فرض کفایہ۔ ۱۰۔ اس سے پتہ لگا کہ عبادت الٰہی میں اللہ کی رضا کے ساتھ مسلمانوں کی خدمت کی نیت کرنا شرک نہیں ہے جائز ہے۔ دیکھو جہاد عبادت ہے مگر فرمایا گیا کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مسلمانوں کے لئے جہاد کرو۔ کمزور مرد و عورت وہ مسلمان تھے جو مکہ شریف سے ہجرت کرنے پر قادر نہ ہوئے مجبوراً وہاں رہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقام پر رہ کر اگر اللہ کی عبادت پر قدرت نہ ہو تو وہاں سے نکل جانا یا نکلنے کی دعا کرنا ضروری ہے۔ مکہ کے ضعیف مومن جو ہجرت نہ کر سکے وہ مکہ سے نکلنے کی دعائیں مانگتے تھے کیونکہ وہاں آزادی سے عبادت نہ کر سکتے تھے حالانکہ اب مکہ شریف میں رہنا باعث برکت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ اسلام کے خلاف ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین ظالم نہ تھے۔ ورنہ علی مرتضیٰ پر مدینہ سے ہجرت کرنا واجب ہو جاتی۔ اور خلفاء ثلاثہ کے زمانے میں مدینہ میں بلا سخت مجبوری رہنا حرام ہوتا۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا یہاں ظالم سے مراد جابر کفار ہیں جو مسلمانوں کو ستائیں اور دین پر انہیں قائم نہ رہنے دیں کسی ملک میں کفار کا صرف موجود ہونا ہجرت کو لازم نہیں کرتا۔

رکوع ۱۰

۱۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اس کے لئے مددگار مقرر فرما دیتا ہے اور جس پر قہر فرماتا ہے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے مددگار بنانے کی دعا مانگنے کا حکم دیا۔ غیر خدا کی مدد شرک نہیں۔ بلکہ رب کی رحمت ہے۔ دعا کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ یا تو ہمیں مکہ سے نکال یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو ہمیں کفار کے چنگل سے چھڑائیں۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ غازیان اسلام نے مکہ فتح فرمایا۔ ان کمزوروں کو ظالموں سے چھڑایا۔ ۲۔ شیطان کو راضی کرنے یا کفر پھیلانے یا محض ملک گیری کے لئے لڑتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مومن کی جنگ ان میں سے کسی چیز کے لئے نہ ہونی چاہیے صرف رضاء الٰہی کے لئے ہو۔ شعر

جنگ شاہان فتنہ و غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

۳۔ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے جب کفار نے مسلمانوں کو بہت ستایا تو انہوں نے حضور سے اجازت چاہی کہ ہم کفار کو ترکی بہ ترکی جواب دیں' ان سے جنگ کریں۔ سرکار نے منع فرمایا اور فرمایا کہ نمازیں قائم کرو زکوٰۃ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد نماز و زکوٰۃ کے بعد فرض ہوا۔ نماز ہجرت سے پہلے معراج میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ ۲ھ میں فرض ہوئی اور جہاد ۲ھ ۔ روزے بھی ۲ھ میں تحویل قبلہ کے بعد زکوٰۃ کے بعد فرض ہوئے ۴۔ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ پہنچنے پر۔ مکہ مکرمہ میں صرف نماز فرض ہوئی تھی جو معراج کی رات ملی۔ چونکہ مکہ معظمہ میں جہاد کی کوئی صورت ہی نہ تھی اس لئے رب تعالیٰ نے وہاں اسے فرض ہی نہ فرمایا ۵۔ اگر اس فریق سے مراد منافقین ہیں تب یہ خوف ضعف ایمان کی وجہ سے تھا اور اس سوال سے مقصود رب پر اعتراض کرنا اور حکم شرعی سے ناراضگی ہے اور اگر اس فریق سے مراد مومنین ہیں تو خوف سے خوف طبعی غیر اختیاری مراد ہے جو انسانیت کے عوارض میں سے ہے مگر اس خوف سے وہ خدا کی اطاعت کو نہیں چھوڑتا اور سوال سے مقصود حکمت دریافت کرنا ہے۔ تفسیر خزائن العرفان سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا احتمال قوی ہے ۶۔ صحابہ کرام کو یہ خوف طبع بشری کی بنا پر تھا یہ خلاف ایمان نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون و ہامان سے خوف ہوا تھا۔ رب فرماتا ہے قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى یہ

(بقیہ صفحہ ۱۴۱) خوف ایذا ہے اور لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ میں خوف اطاعت مراد ہے۔ وہ کسی مومن کو غیر اللہ سے نہیں ہوتا۔ غرض خوف بہت قسم کے ہیں۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں مرزا کو مخلوق کے خوف نے جہاد اور حج سے محروم رکھا۔ یہ خوف خلاف ایمان ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی تو کیا مومن بھی نہیں کیونکہ مخلوق سے ڈرنا اور جہاد سے گھبرانا مومن کی شان نہیں۔ مرزا انسان سے اتنا ڈرتا تھا کہ اس ڈر سے حج کو نہ گیا۔ اور جہاد سے اتنا گھبراتا تھا کہ جہاد کو منسوخ کہتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد قیامت تک رہے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قوت ایمانی کے دو نتیجے ہوتے ہیں۔ خالق کا خوف' مخلوق سے بے خوفی' جیسا کہ صحابہ کرام اور اللہ کے

يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے

يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ فَمَالِ

تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی [۱] تم فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے [۲]

هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝۷۸ مَآ

تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے اے

اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے [۳] اور جو برائی پہنچے وہ تیری

فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اپنی طرف سے ہے [۴] اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کیلئے رسول بھیجا [۵] اور اللہ

شَهِيْدًا ۝۷۹ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ

کافی ہے گواہ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے

تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝۸۰ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ

منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا [۶] اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ

پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اسکے خلاف

الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

رات کو منصوبے گانٹھتا ہے [۷] اور اللہ لکھ رکھتا ہے [۸] ان کے رات کے منصوبے تو اے محبوب

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۸۱ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ

تم ان سے چشم پوشی کرو [۹] اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو تو کیا غور

الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ

نہیں کرتے قرآن میں [۱۰] اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں

مقبول بندوں کو نصیب ہوا۔ ۸۔ اس طرح کہ نیکی کا ثواب کم ملے یا نہ ملے یا بلا قصور عذاب دیا جاوے۔ لہٰذا خوشی سے جہاد کرو اجر پاؤ گے۔ ۹۔ لہٰذا بستر پر برسوں یا مہینوں بیمار رہ کر ایڑیاں رگڑ کر مرنے سے میدان جہاد میں شہید ہو کر مرنا بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شہید کو موت کی تکلیف ایسی ہوتی ہے جیسے چیونٹی کا کاٹنا۔

۱۔ کہ جب سے آپ مدینہ میں آئے ہیں تب سے یہ آفتیں آ رہی ہیں۔ معاذ اللہ۔ حضور کی برکت سے یثرب مدینہ شریف بن گیا۔ وبا کی جگہ شفا کا مقام ہو گیا وہاں کی خاک خاک شفا ہو گئی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر راحت و مصیبت اللہ کے ارادے سے آتی ہے ہاں ہم اس کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں۔ نیکی راحت کا ذریعہ ہے' گناہ مصیبت کا سبب۔ لہٰذا اس آیت میں اور اگلی آیت فمن نفسک میں کوئی تعارض نہیں۔ دونوں آیتیں اپنے اپنے مقام پر درست ہیں ۳۔ یعنی نیک اعمال کی توفیق ملنا رب کا فضل ہے اور نیک اعمال پر اللہ کی رحمتیں آنا اس کی عنایت ہے۔ ہمارے اعمال خیر کی علت نہیں بلکہ ظاہری سبب ہیں ۴۔ اس میں خطاب عام لوگوں سے ہے یعنی دنیاوی مصائب ہمارے گناہوں کی شامت سے آتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ اللہ کے مقبولوں کو مصیبت ان کے درجے بلند کرنے کے لئے آتی ہے لہٰذا مصیبت کی وجہ میں فرق ہے ۵۔ یعنی اولین و آخرین سارے انسانوں کے آپ نبی ہیں۔ از آدم تا یوم قیامت سب انسان آپ کے امتی ہیں۔ اسی لئے رب نے نبیوں سے حضور کی اطاعت و ایمان کا عہد لیا اور معراج میں سب نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی ۶۔ شان نزول۔ ایک بار سرکار نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے رب کی اطاعت کی۔ اس پر کچھ گستاخ منافقوں نے کہا کہ حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مان لیں۔ ان کی تردید اور حضور کی تائید کے لئے یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت بہر حال لازم ہے قول میں فعل میں' خصوصیات میں' ہر طرح آپ کا فرمان واجب العمل ہے۔ اگر کسی کو ایسا حکم دیں جو بظاہر حکم قرآن کے خلاف ہو تو اس پر اطاعت لازم۔ اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس کے لئے ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ دیکھو۔ اکیلے خزیمہ انصاری کی گواہی دو کی طرح بنا دی۔ حضرت علی کے لئے فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام فرما دیا۔ حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن پہنا دیئے۔ ۷۔ شان نزول۔ یہ آیت منافقین کے بارے میں آئی جو حضور کے سامنے کہتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان لائے۔ آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ اور وہاں سے اٹھ کر اس کے خلاف کرتے تھے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوب بندوں کے کام خود رب کے کام ہیں۔ نامہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے۔ رب نے فرمایا' اللہ لکھتا ہے' ایسے ہی اللہ کے خاص بندے کے کام کو اس کے خاص بندے کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارا کام ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں باذن

(بقیہ صفحہ ۱۴۲) اللہ مردے زندہ' بیمار اچھے کرتا ہوں حضرت جبریل نے فرمایا کہ اے مریم میں تمہیں بیٹا بخشوں گا حالانکہ یہ کام رب کے ہیں ۹۔ یعنی ان منافقوں کو منہ نہ لگاؤ یا انہیں قتل نہ کرو کیونکہ قتل کا حکم کفر کے ظاہر ہونے پر جاری ہوتا ہے۔ ان کا کفر چھپا ہوا ہے۔ جس کی اطلاع ہم نے آپ کو دی۔ شریعت ظاہر پر ہے۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ قرآن میں غور و فکر کرنا بھی عبادت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایک آیت سمجھ کر پڑھنا بغیر سمجھے ہزار آیات پڑھنے سے افضل ہے۔ ذکر قرآن، نظر قرآن، فکر قرآن سب عبادت ہے۔ مگر خیال رہے کہ ہر شخص کو قرآن کے مسائل پر غور کرنے کی اجازت نہیں ورنہ دین برباد ہو جاوے گا۔ اگر جاہل علم طب میں خود غور کر کے علاج کرے تو جان لے گا اور اگر قرآن میں غور کر کے مسائل نکالے تو ایمان لے گا۔ مگر خیال رہے کہ ہر شخص کا غور علیحدہ ہے۔ مجتہدین قرآن میں غور کر کے شرعی مسائل نکالیں۔ صوفیا اس میں غور کر کے اسرار معلوم کریں۔ علماء اس میں غور کر کے احکام کی حکمتیں معلوم کریں۔ عوام اس میں غور کر کے ایمان تازہ کریں۔ ہر شخص سمندر میں نہ کودے۔

اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ

بہت اختلاف پاتے ۱ اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر

الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۚ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى

کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں ۲ اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں

اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ

کی طرف رجوع لاتے ۳ تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں ۴

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا

مگر تھوڑے ۵ تو اے محبوب اللہ کی راہ میں لڑو ۶ تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر

نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ

Page-143.bmp

اپنے دم کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو ۷ قریب ہے کہ اللہ کافروں کی

بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

سختی روک دے ۸ اور اللہ کی آنچ سب سے سخت تر ہے اور اس کا عذاب سب سے کرا

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ

جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے ۹

وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ

اور جو بری سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے ۱۰

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ

بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو ۱۱ بیشک اللہ

۱۔ اس طرح کہ اس کی خبریں سچی نہ ہوتیں یا بعض آیات فصیح و بلیغ ہوتیں اور بعض اس کے خلاف ' نیز آیات میں تعارض ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات آپس میں متعارض نہیں۔ اگر کہیں تعارض معلوم ہو تو یہ ہمارے علم و فہم کا قصور ہے ۲۔ یعنی ضعیف مسلمانوں کے پاس جن میں ابھی سمجھ بوجھ کامل نہیں' سیدھے سادے اور نیک ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ کونسی خبر اشاعت کرنے کے قابل ہے اور کونسی نہیں۔ ہر بات سن کر لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر خبر پھیلا دینا بھی فساد کا سبب بن جاتا ہے۔ ۳۔ ان سے مراد اہل علم صحابہ ہیں جیسے خلفاء راشدین اور عبداللہ ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم جو علم کے ساتھ سمجھ بھی رکھتے تھے ۴۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو مجتہدین پر پیش کرو اور ان سے سمجھ کر عمل کرو۔ خود اپنی رائے پر نہ اڑو ورنہ گمراہ ہو گے کیونکہ قرآن و حدیث ان امن و خوف کی باتوں سے زیادہ اہم ہے۔ جب ان کے متعلق ارشاد ہوا کہ' اولو الامر علماء پر پیش کرو تو یہ آیات و حدیث بھی پیش کرو۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صحابی گمراہ نہیں۔ کسی نے کسی وقت شیطان کی پیروی نہیں کی۔ سب اللہ کے فضل سے شیطان سے محفوظ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ یکساں درجہ والے نہیں بعض بہت ہی استقامت والے ہیں۔ بعض ان کے بعد ہیں ۶۔ یعنی بدر صغریٰ کے موقعہ پر ابوسفیان سے وہ جنگ کرو جس کا ایک سال پہلے احد میں وعدہ ہو چکا ہے' اگر لوگ گراں سمجھیں تو اے محبوب تم اکیلے جاؤ۔ فتح تمہاری ہو گی۔ چنانچہ حضور ستر صحابہ کے ساتھ گئے۔ کفار مرعوب ہو کر مقابل نہ آئے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر صغریٰ میں جنگ کے لئے جانا سب پر فرض نہ تھا جو ستر صحابہ وہاں گئے وہ ثواب کے مستحق ہوئے جو نہ گئے وہ گنہگار نہ ہوئے ۸۔ کہ انہیں (کفار کو) مقابلہ کی ہمت ہی نہ پڑے اور ایسا ہی ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کا عسٰی فرمانا بھی یقینی حتمی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور بڑے بہادر ہیں کہ رب نے آپ کو اکیلے جنگ کا حکم دیا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ اچھی سفارش کرنا ثواب ہے اور بری سفارش گناہ کسی کو مصیبت سے چھڑانے کے لئے سفارش کرنا ثواب ہے اور کسی ظالم کو چھڑانے یا ظلم کرانے کے لئے سفارش حرام ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا بھی حرام ہے اور گناہ کی رغبت دینا' گناہ کا مشورہ دینا یہ سب جرم ہیں یہی حال نیکی کا ہے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا فرض

(بقیہ صفحہ ۱۴۳) ہے۔ لطیفہ:۔ بعض سنتوں کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔ سلام سنت ہے اور جواب سلام فرض ہے۔ مگر ثواب سلام کرنے کا زیادہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ہر جگہ سے ہمارے سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ ہر نماز میں حضور کو سلام کیا جاتا ہے اور جواب دینا فرض ہے۔ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع۔ جیسے سونے والا یا استنجا کرنے والا وغیرہ۔ السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہنا بہتر جواب ہے اور صرف وعلیکم السلام کہنا رد سلام ہے۔ پہلا باحسن منہا سے مراد ہے اور دوسرا اَوْرُدُّوْھَا سے مراد۔ اچھا جواب دینا بہتر ہے۔ رد سلام فرض لہٰذا فحیوا امر استحبابی اَوْرُدُّوْھَا امر وجوب کے لئے۔

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

ہر چیز پر حساب لینے والا ہے ۱ اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَمَنْ

وہ ضرور تمہیں اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں اور اللہ سے

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾ فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ

زیادہ کس کی بات سچی ۲ تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں

فِئَتَیْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ

دو فریق ہو گئے ۳ اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کے کوتکوں کے سبب ۴ کیا یہ چاہتے

تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ

ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہر گز تو اس کیلئے

لَهٗ سَبِیْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ

راہ نہ پائے گا وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے ۵ تو تم سب

سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِیَآءَ حَتّٰى یُهَاجِرُوْا فِیْ

ایک سے ہو جاؤ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ ۶ جب تک اللہ کی راہ میں

سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ

گھر بار نہ چھوڑیں ۷ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو ۸

وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۸۹﴾

اور ان میں کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ نہ مددگار ۹

اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ

مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں ۱۰ کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے ۱۱

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ

یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں

۱۔ سلام کے مسائل فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ کریں۔ یہاں چند مسائل عرض کئے جاتے ہیں۔ کافر مرتد، مشرک کو سلام کرنا حرام ہے کہ وہ بددعا کے مستحق ہیں اور سلام میں دعا۔ جو سلام نہ سنے یا جواب نہ دے سکے، اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے سونے والا یا نماز پڑھنے والا یا استنجا کرنے والا۔ جو مسلمان فسق و فجور کر رہا ہو اسے سلام کرنا مکروہ ہے جیسے جوا کا بجا رہا ہو تاش، شطرنج کھیل رہا ہو۔ گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے بیوی بچوں کو سلام کرو۔ سنت یہ ہے کہ کھڑا بیٹھے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے خالی گھر میں جاؤ تو یوں سلام کرو۔ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ کیونکہ حضور کی روح انور ہر امتی کے گھر میں جلوہ گر ہوتی ہے (حاضر و ناظر) اجنبی جوان عورتوں کو سلام نہ کرو کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کا جھوٹ ممتنع بالذات ہے کیونکہ پیغمبر کا جھوٹ ممتنع بالغیر اور رب تعالٰی تمام سے زیادہ سچا تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہیے ورنہ اللہ کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہو گا ۳۔ جو منافق مسلمانوں کے ساتھ جہادوں میں شریک نہ ہوئے بلکہ ان کے خلاف کفار سے سازباز کی اور ان کی یہ حرکت مسلمانوں پر کھل گئی تو وہ شریعت کے مرتد اور ملت کے باغی ملک کے غدار، بہر حال قتل کے سزاوار ہیں۔ ان کے متعلق صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ بعض ان کی ظاہری کلمہ گوئی کو دیکھ کر ان کے قتل کے مخالف تھے اور بعض ان کے اس ارتداد، غداری کو دیکھ کر ان کے قتل کے حامی تھے۔ رب نے دوسری جماعت کی حمایت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابل کفار سے سازباز کرنے والا قتل کا مستحق ہے اگرچہ کلمہ ہی پڑھتا ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محض ظاہری ایمان کے بعد کفر کا ظہور ارتداد ہے۔ منافق پہلے سے ہی جھوٹے تھے مگر بظاہر مسلمان تھے۔ اس غداری سے مرتد ہوئے ۴۔ شان نزول۔ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں اتری جن کو مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی۔ اور وہ جنگ بدر میں حضور کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر مکہ چلے گئے اور مشرکین سے مل گئے ان کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا کہ آیا یہ لوگ منافق ہیں یا مجاہر کافر ہیں اور بوقت موقعہ انہیں قتل کیا جائے یا نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (روح) معلوم ہوا کہ کفار سے محبت کبھی ارتداد کا سبب بن جاتی ہے ۵۔ یعنی یہ یہ منافق کلمہ پڑھ کر تم میں نہیں آئے بلکہ تمہیں لینے آئے تھے کہ تم سے میل جول کر کے کفر میں داخل کریں۔ دیکھ لو اب وہ کے بھاگ گئے مشرکین سے مل گئے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کو کافر کرنے کی کوشش کرنا کفر ہے ۶۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافر، مرتد، بدمذہب کو دوست بنانا حرام ہے اگرچہ وہ کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان کہتا ہو جیسے اس زمانے کے منافق تھے ۷۔ اس طرح کہ

أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ

یا اپنی قوم سے لڑیں اور اللہ چاہتا تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا تو وہ بیشک

فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ

تم سے لڑتے لے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں ٹ

السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٠﴾ سَتَجِدُونَ

تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی تے اب کچھ اور تم

آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ ط

ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی

كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ

امان میں رہیں کہ جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے

يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ

گرتے ہیں ٿ پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں ٿ اور صلح کی گردن نہ ڈالیں اور اپنے ہاتھ نہ

فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَ

روکیں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو ٿ اور

أُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿٩١﴾ وَمَا

یہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا ٿ اور مسلمان

كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ

کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر ٿ اور جو

قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ

کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون

مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ

بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں ٿ پھر وہ اگر

(بقیہ صفحہ ۱۴۴) مکہ سے پھر واپس آوے مگر اخلاص کے ساتھ اور یہ ہجرت ان کے خلوص ایمان کی دلیل ہو اور اگر اس سے منہ پھیریں کہ ہجرت نہ کریں' ایمان نہ لائیں تو انہیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ ان کی ظاہری کلمہ گوئی کا اعتبار نہ کرو ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے اصل کافر کے لئے یا اسلام یا جزیہ یا قید یا قتل ہے۔ مگر مرتد کے لئے یا اسلام یا قتل ۹۔ معلوم ہوا کہ دینی امور میں مشرک سے مدد نہ لی جائے البتہ بوقت ضرورت الضرورات تبیح المحذورات پر عمل کرنا چاہیے۔ ۱۰۔ یعنی ایسے نیوٹل اور غیر جانبدار لوگوں کو قتل نہ کرو جو نہ تم سے لڑیں نہ اپنی کافر قوم کی تمہارے مقابلہ میں مدد کریں نہ تم سے مل کر ان سے جنگ کریں بہر حال اس استثناء کا تعلق وَاقْتُلُوْهُمْ سے ہے نہ کہ ولیا سے کیونکہ کافر کو دوست بنانا جائز نہیں خواہ وہ حربی ہو یا ذمی' مستامن ہو یا معاہد' اس سے معلوم ہوا کہ معاہدہ پورا کرنا ضروری ہے اگرچہ کافر سے کیا جاوے رب فرماتا ہے اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۱۱۔ یعنی جن کفار سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے ان سے نہ لڑو۔ اپنا عہد پورا کرو یہ استثناء صرف قتل سے ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ انہیں دوست بناؤ۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی مسلمانوں کی قوت ایمانی کفار کے دلوں میں رعب کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ اللہ کی مہربانی اور اس کے کرم سے ہے۔ ۲۔ پچھلی آیت میں ان کفار کا ذکر تھا جن سے پہلے ہی معاہدہ ہو چکا ہے کہ اب عہد نہ توڑو اور ان سے نہ لڑو۔ اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جو ہم سے معاہدہ اور صلح کرنا چاہیں۔ اب تک ان سے صلح نہ تھی لہٰذا آیت میں تکرار نہیں یا یہ حصہ پچھلے حصہ کی تفصیل و تفسیر ہے۔ ۳۔ یعنی ان سے جنگ کی اجازت نہیں' صلح قبول کر لو۔ یہ آیت منسوخ ہے اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ سے اور اسلامی سلطان کو صلح کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ۴۔ یعنی ان کا کلمہ پڑھنا ایمان کی نیت سے نہیں بلکہ تمہاری تلوار سے بچنے کے لئے ہے۔ زبان سے تمہارے ساتھ ہیں۔ اور دل سے کفار کے ساتھ جیسے بنی اسد اور غطفان کے منافقین ۵۔ اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جو برے ارادے سے ہم سے صلح کریں۔ بظاہر صلح کرتے ہیں اور جب موقع ملے تو کفار سے مل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں۔ خزائن العرفان میں فرمایا کہ یہ آیت مدینہ منورہ کے دو قبیلوں اسد اور غطفان کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ لوگ منافق تھے جو مسلمانوں کو کلمہ پڑھ کر اور اپنی قوم کو ان سے خفیہ سازش کر کے خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر قوم کو خوش رکھنا۔ دو طرفہ ملنا منافقت ہے دوسرے یہ کہ اگر منافق پر کفر کی علامت پائی جائے جیسے جہاد میں کفار کو مدد دینا تو اس کو قتل کرنا جائز ہے ۶۔ اس طرح کہ نہ تم سے جنگ کریں اور نہ تمہارے مقابل کفار کو مدد دیں یہ مطلب نہیں کہ تم سے علیحدہ ہو کر کفار سے مل جاویں ۷۔ اس آیت نے ان تمام آیات کو منسوخ فرما دیا جن میں کفار سے نرمی کرنے' اعراض کرنے کا حکم تھا۔ ایسے ہی محترم مہینوں' رجب' شوال' ذیقعدہ' ذی الحجہ میں جہاد حرام ہونا بھی اس آیت سے منسوخ ہوا۔ اب ہر وقت ہر جگہ ہر حربی کافر کو قتل کرنا مجاہدین کو حلال ہے۔ یہ آیت محکم ہے قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتی۔ اس کو منسوخ ماننے والا اسلام سے خارج ہے جیسے قادیانی جو جہاد کو منسوخ کہتے ہیں ۸۔ خلاصہ یہ کہ کفار چند قسم کے ہیں ذمی جو مسلمانوں کی رعایا ہوں مستامن جو ہمارے ملک میں امن لے کر آویں۔ وہ حربی جو ان دونوں میں سے تو نہ ہوں مگر ان سے کچھ مدت کے لئے ہماری صلح ہو گئی ہو' وہ حربی جن سے کوئی مصالحت نہیں۔ آخری قسم کے کفار کا قتل جائز

مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ

اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور خود مسلمان ہے [١] تو صرف ایک

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

مملوک مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں

مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ

معاہدہ ہے [٢] تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کی جائے اور ایک مسلمان

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

مملوک آزاد کرنا [٣] تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے وہ لگاتار دو مہینے کے

مُتَتَابِعَيْنِ ؗ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

روزے رکھے یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے [٤] اور اللہ جاننے والا

حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ

Page-146.bmp

حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے [٥] تو اس کا بدلہ

جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ

جہنم ہے [٦] کہ مدتوں اس میں رہے [٧] اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت

وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

کی [٨] اور اس کے لئے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب اے ایمان والو

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ

جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو اور جو تمہیں سلام کرے اس سے

اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ

یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں [٩] تم جیتی دنیا کا اسباب

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ

چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہتیری غنیمتیں ہیں پہلے

(بقیہ صفحہ ١٤٥) اور پہلے قسموں کے کفار کا قتل حرام ہے ٩۔ قتل خطا کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شکار کو مار رہا تھا مگر گولی مسلمان کو لگ گئی دوسرے یہ کہ مسلمان کو ہی کافر حربی سمجھ کر مارا' اور بعد قتل اس کا مومن ہونا معلوم ہوا۔ شان نزول :۔ یہ آیت عیاش ابن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حارث ابن زید کے قتل کی قسم کھائی تھی۔ حارث ابن زید مسلمان ہو گئے عیاش کو ان کے اسلام لانے کی خبر نہ ہوئی اور انہوں نے حارث کو قتل کر دیا۔ بعد میں پتہ لگا کہ یہ تو مسلمان ہو چکے تھے۔ اسے قرآن نے قتل خطا قرار دیا ١٠۔ معلوم ہوا کہ ظلماً" قتل میں حق اللہ بھی ہے اور حق عبد بھی۔ کفارہ حقُ اللہ کا اثر ہے دیت حق عبد۔ لہٰذا مقتول کا وارث کفارہ معاف نہیں کر سکتا' دیت معاف کر سکتا ہے۔ حق العبد وہ ہوتا ہے جسے بندہ معاف کر سکے۔ حق اللہ کو بندہ معاف نہیں کر سکتا۔ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا کا تعلق دیت سے ہے نہ کہ غلام آزاد کرنے سے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو خطأً قتل کر دے تو اس کی جزاء ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا یعنی سو اونٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ورثاء خون بہا معاف کر دیں تو ان کی مرضی خون بہا کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔
١۔ یعنی اگر کوئی کافر حربی ایمان لے آیا اور اس کے ایمان کی مسلمان کو خبر نہ ہوئی اس لئے مسلمان نے اسے قتل کر دیا تو صرف کفارہ واجب ہے دیت نہیں کیونکہ اس کی قوم کافر ہے اور یہ مومن' مومن کی وارثت کافر کو نہیں ملتی ٢۔ دائمی معاہدہ ہو جیسے ذمی کافر یا عارضی معاہدہ جیسے مستامن۔ اگر ان میں سے کوئی مسلمان کے ہاتھ سے خطأً مارا جائے تو جو مسلمان کی قتل خطا کی جزا تھی وہی اس کی ہوگی۔ یعنی دیت اور کفارہ ٣۔ خیال رہے کہ قتل خطا کے کفارہ میں کافر غلام آزاد نہ کیا جاوے گا۔ باقی دیگر کفارات میں ہر طرح کا غلام آزاد کر سکتے ہیں۔ جیسے روزے کا یا ظہار کا کفارہ (حنفی) ٤۔ معلوم ہوا کہ ہر جرم کی توبہ علیحدہ ہے۔ توبہ کے لئے صرف منہ سے توبہ توبہ کہہ دینا کافی نہیں۔ ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجتہاد کی غلطی پر جو مومن کا قتل واقع ہوا اس کا یہ حکم نہیں جیسے امیر معاویہ و علی رضی اللہ عنہما کی جنگ میں ہوا کیونکہ وہاں فریقین نے ایک دوسرے کو مباح الدم سمجھا۔ حضرت علی نے امیر معاویہ کو باغی جانا اور امیر معاویہ نے حضرت علی کو قتل عثمانی کے بدلہ لینے میں سستی کرنے والا سمجھا حضرت علی نے اس آیت سے استدلال کیا فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ امیر معاویہ نے اس آیت سے استدلال کیا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا بہر حال امیر معاویہ سے لغزش ہوئی دونوں اللہ کے پیارے ہیں۔ جیسے کوئی مسلمان کو غلطی سے کافر سمجھ کر قتل کر دے تو وہ قتل قتل عمد نہیں۔ ایسے ہی وہ ہوا ٦۔ یہ قتل کی قانونی سزا ہے لیکن اگر مقتول معاف کر دے رب تعالیٰ رحم فرما دے تو ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ عدل اور ہے اور فضل کچھ اور ٧۔ جہاں خلود کے ساتھ ابداً ہو گا وہاں اس کے معنی ہیشگی کے ہوں گے اور ابد کے بغیر اس کے معنی مدت دراز ہوں گے۔ یہاں بمعنی مدت دراز ہے مسلمان کے لئے جہنم میں ہیشگی نہیں۔ خیال رہے کہ مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرنا یا قتل مومن کو حلال جان کر قتل کرنا کفر ہے جس کی سزا دائمی جہنم ہے اس کے سوا کسی جھگڑے وغیرہ میں قتل کرنا فسق ہے جس کی سزا بہت عرصے تک دوزخ میں رہنا ہے۔ ٨۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ فاسق کو بغیر تعین کئے ہوئے لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے کہا جاوے کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ٩۔ شان نزول۔ یہ آیت مرداس بن نہیک کے متعلق نازل ہوئی جو فدک کے رہنے والے تھے ساری قوم کافر تھی خود اکیلے مسلمان ہو گئے تھے ان کے اسلام کی مسلمانوں کو خبر نہ تھی جب لشکر

(بقیہ صفحہ ۱۴۶) اسلام فدک کی طرف روانہ ہوا تو اہل فدک سب بھاگ گئے یہ اکیلے قائم رہے لشکر اسلام کو دیکھ کر انہوں نے کہا السلام علیکم۔ اسامہ بن زید سمجھے کہ یہ اپنی بکریاں بچانے کے لئے سلام کر رہے ہیں۔ انہیں قتل کر دیا اور بکریاں غنیمت بنالیں۔ معلوم ہوا کہ جس میں مومن کی علامت ہو اور کفر کی کوئی نشانی نہ ہو اسے کافر نہ کہو۔ یہ مطلب نہیں کہ جو سلام کرے وہ مومن ہے اگرچہ ہزاروں کفر کرے۔ منافق سلام بھی کرتے نمازیں بھی پڑھتے تھے مگر انہیں بے ایمان کہا گیا۔ اس زمانہ میں سارے قادیانی وہابی وغیرہ سلام کرتے ہیں۔ صرف سلام کرنا اسلام نہیں ایسے ہی اپنے کو مسلمان کہنا ایمان نہیں جب تک کہ عقائد بھی ٹھیک نہ ہوں۔ رب فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ

كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا[1] تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے[2] بیشک

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ

اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ

جہاد سے بیٹھ رہیں[3] اور وہ کہ راہ خدا میں

فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ

اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں[4] اللہ نے اپنے

الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ

مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے

دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ

بڑا کیا[5] اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا[6] اور اللہ نے جہاد والوں

الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ

کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے[7] اس کی طرف سے

مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾

درجے اور بخشش اور رحمت[8] اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا

وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے

فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا

[9] ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے کہتے ہیں

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ

کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی[10] کہ تم اس میں ہجرت کرتے[11]

ع ۱۰/۵

۱۔ یعنی جب تم مسلمان ہوئے تو صرف تمہارا زبانی کلمہ سن کر تمہیں مسلمان مانا گیا تھا اور تمہارے جان و مال محفوظ کر دیئے گئے تھے اگر دل کی گہرائی تلاش کی جاتی تو تم کو اس وقت مسلمان کیسے مانا جاتا۔ جو تمہارے ساتھ ہوا وہی تم دوسرے نو مسلموں سے برتاؤ کرو۔ رب کا تم پر احسان کہ تمہارا مسلمان ہونا مشہور فرمادیا۔ اب کوئی تمہارے اسلام میں تردد نہیں کرتا۔ اس سے پتہ لگا کہ اگر خطا اجتہادی سے مومن کا قتل واقع ہو جاوے تو نہ قتل پر قصاص ہے نہ دیت نہ وہ خود کافر ہو نہ گنہگار۔ دیکھو اسامہ ابن زید کو قرآن کریم نے مومن فرمایا۔ ان پر قصاص یا فدیہ یا دیت واجب نہ فرمائی۔ ۲۔ یعنی غنیمت حاصل کرنے کے لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کافروں میں رہتا ہو اس کے ایمان کی مسلمانوں کو خبر نہ ہو تو اس کے قتل سے نہ کفارہ واجب ہو گا نہ دیت۔ پچھلی آیت میں وہ صورت مذکور ہوئی جہاں مسلمان کا اسلام سب کو معلوم ہو مگر اندھیرے وغیرہ کی وجہ سے پتہ نہ لگے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جاوے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ جبکہ جہاد فرض عین نہ ہو۔ اگر فرض عین ہو گا تو بلا عذر بیٹھ رہنے والا سخت گنہگار ہو گا اور فرض ہونے کی صورت میں بیمار وغیرہ معذور سمجھے جاویں گے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ جہاد جان کا بھی ہوتا ہے مال کا بھی بلکہ قلم کا بھی، زبان کا بھی جیسا موقعہ ہو ویسا جہاد ہو گا ۵۔ شان نزول۔ جب اس آیت کا اگلا حصہ نازل ہوا تو حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم جو نابینا تھے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ میں نابینا ہوں جہاد میں کیونکر جاؤں اس پر آیت غیر اولی الضرر نازل ہوئی ۶۔ معلوم ہوا کہ سارے صحابہ عادل ہیں ان میں فاسق کوئی نہیں کیونکہ فاسق سے جنت کا وعدہ نہیں ہوتا۔ جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا فسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے۔ قرآن سچا ہے ۷۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہد غازی کو جنت میں سو درجے عطا فرمادے گا۔ ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہو گا جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے ایسے بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں جو دیگر نیکیوں سے معاف نہیں ہوتے ۹۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ مکہ معظمہ کے ان مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی جو بظاہر مسلمان تو ہو گئے تھے مگر ہجرت فرض تھی اور یہ ہجرت کر بھی سکتے تھے مگر نہ کی۔ جنگ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ان کے متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ کفار کے ساتھ رہنا اور بلاوجہ ہجرت نہ کرنا اپنے پر ظلم ہے۔ ان سے مرتے وقت فرشتے یہ گفتگو کریں گے۔ خیال رہے کہ حضور کی ہجرت کے بعد مسلمانوں کو بلا مجبوری مکہ میں رہنا حرام ہو گیا تھا اگرچہ کعبہ معظمہ وغیرہ سب کچھ تھا مگر دولہا کے نکل جانے سے برات بیکار ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جس عالم کے پاس علم و عمل سب کچھ ہو مگر نبی کریم سے تعلق نہ ہو اس عالم سے دور بھاگو۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ یہ آیت ان لوگوں

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾

تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَ

مگر وہ جو دبا لئے گئے مرد اور عورتیں اور

الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ

بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے ۱ نہ راستہ

سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ

جانیں ۲ تو قریب ہے ایسوں کو اللہ معاف فرمائے

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ

اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار

سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا

چھوڑ کر نکلے گا ۳ وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا ۴

وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى

اور جو اپنے گھر سے نکلا اللہ رسول کی طرف

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ

ہجرت کرتا ۵ پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا

پر ہو گیا ۶ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب

ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ

تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ

اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ

بعض نمازیں قصر سے پڑھو ۷ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ

(بقیہ صفحہ ۱۴۷) کے متعلق ہے جو اپنے کو ہجرت سے معذور سمجھتے تھے لیکن واقع میں معذور نہ تھے۔ واقعی معذوروں سے یہ باز پرس نہیں جیسا کہ دیگر آیات سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی کیونکہ مسلمان کو اس کی اجازت نہیں دی گئی کہ کافروں میں اپنا ایمان چھپا کر زندگی گزار دے اور ان کی خوشامد کرتا رہے۔ بلکہ دار الکفر سے ہجرت کرنا واجب قرار دیا گیا۔ اگر خلفائے ثلاثہ کی خلافتیں حق نہ ہوتیں اور ان کے زمانے میں حرمین طیبین دار الکفر بن گئے ہوتے تو علی المرتضیٰ یا ان سے جہاد کرتے یا وہاں سے ہجرت کر جاتے۔ جب علی المرتضیٰ امیر معاویہ سے بغاوت کی بنا پر اور امام حسین یزید سے اس کے فسق کی وجہ سے جنگ کر سکتے تھے تو علی المرتضیٰ بھی خلفاء ثلاثہ سے ضرور جنگ کرتے۔

۱۔ یعنی جو واقعی معذور ہیں' ہجرت پر قادر نہیں' جیسے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو جنگ بدر میں کفار کے ساتھ جبراً" آئے اس لئے حضور نے اعلان فرما دیا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ بخوشی ہمارے مقابل نہیں آئے مجبوراً" لائے گئے ہیں ۲۔ ان وجوہ سے وہ ہجرت نہ کر سکے لہٰذا وہ معذور ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو سفر نہ کر سکے یا جسے دار الاسلام کا راستہ معلوم نہ ہو وہ سب معذور ہیں ۳۔ مکہ شریف سے مدینہ پاک کی طرف۔ کیونکہ یہ وعدہ اس وقت انہی مہاجرین سے تھا۔ اب اگر کسی مہاجر کو ہجرت کے بعد اچھی جگہ نہ ملے تو اس آیت کے خلاف نہیں وہ اس آیت کا منکر نہ ہو جاوے۔ رب تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ ۴۔ یعنی ہم ان مکہ کے مہاجروں کو مدینہ منورہ میں بہت گنجائش دیں گے۔ یہ وعدہ رب نے پورا فرمایا۔

رب کی عبادت میں حضور کو راضی کرنے کی نیت عبادت کو مکمل کر دیتی ہے۔ شرک نہیں۔ ہجرت عبادت ہے جس میں الی اللہ ورسولہ فرمایا گیا۔ بخاری شریف میں ہے وَمَنْ کَانَ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۶۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ حضرت جندع ابن ضمیرہ لیثی کے حق میں آئی۔ جو بہت ہی بوڑھے تھے۔ جب انہوں نے پچھلی آیت سنی تو کہنے لگے کہ میرے پاس مال بہت ہے۔ میں ہجرت پر قادر ہوں۔ معذورین میں داخل نہیں ہوں۔ اب میں ایک رات بھی مکہ معظمہ میں نہیں ٹھہروں گا۔ چنانچہ ان کو چارپائی پر لے کر لوگ چلے کیونکہ اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ مقام تعیم میں پہنچ کر ان پر آثار موت نمودار ہو گئے۔ انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ میرا اور تیرے رسول کا ہاتھ ہے۔ میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت لی۔ یہ کہہ کر وفات پا گئے مشرکین تو خوب ہنسے کہ یہ مدینہ پہنچ نہ گئے؟ صحابہ مہاجرین کو خبر لگی تو بہت غمگین ہوئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جو نیکی کا ارادہ کرے مگر کر نہ سکے۔ وہ اس نیکی کا ثواب پائے گا دوسرے یہ کہ علم دین سیکھنے' حج' جہاد' زیارت مدینہ منورہ' طلب رزق حلال کے لئے وطن چھوڑنا۔ یہ اللہ رسول کی طرف ہجرت ہے تیسرے یہ کہ ایسے نازک موقعہ پر اس طرح کی بیعت قبول ہے۔ چوتھے یہ کہ جو حافظ یا طالبعلم حفظ یا طلب علم کے دوران میں مرجائے وہ قیامت کے دن علماء و حفاظ کے زمرہ میں اٹھے گا۔ ایسے ہی جو حاجی راستے میں فوت ہو جائے وہ حاجی ہے بلکہ ہر سال حج کا ثواب پائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ پانچویں یہ کہ مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے مگر جبکہ وہ حضور سے خالی نہ ہو۔ اس وقت مکہ کا چھوڑنا عبادت تھا رہنا حرام تھا۔ معلوم ہوا کہ ساری بہار حضور کے دم سے ہے۔ ۷۔ یعنی چار رکعت والی فرض نمازمیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ

باقی صفحہ ۱۴۹ پر

(بقیہ صفحہ ۱۴۸) سنت اور نفل میں قصر نہیں۔ نماز مغرب و فجر و وتر میں قصر نہیں جیسا کہ من الصلوٰۃ کے من سے معلوم ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر پڑھنے میں گناہ نہیں۔ نہ پڑھنے سے آیت خاموش ہے۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نہ پڑھنے والا ایسا ہی گنہگار ہے جیسا کہ فجر کے فرض چار پڑھنے والا۔ یہ اللہ کا صدقہ ہے اسے قبول کرو۔

ا۔ سفر میں خوف کی قید اتفاقی ہے کیونکہ اس زمانہ میں سفر خوف سے خالی نہ تھے۔ اب اگر خوف نہ بھی ہو جب بھی قصر واجب ہے جیسا کہ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً سود دگنا' نگنا نہ کھاؤ' اس کے یہ معنی نہیں کہ سوایا یا ڈیوڑھا کھالیا کرو ۲۔ شان نزول۔ غزوہ ذات الرقاع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صحابہ کے ساتھ باجماعت ادا فرمائی مشرکوں کو بہت رنج ہوا کہ ہم کو مسلمانوں کے قتل کا بہت اچھا موقعہ ملا مگر ہم چوک گئے بعض کفار بولے کہ مت گھبراؤ عنقریب ان کی عصر کی نماز کا وقت آ رہا ہے۔ وہ نماز تو مسلمانوں کو جان وہ مال و اولاد' ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے جب مسلمان اس کے لئے کھڑے ہوں تو تم پوری قوت سے ان پر حملہ کر دینا۔ تب حضرت جبریل نے نماز خوف پیش کی اور یہ آیات نازل ہوئیں ۳۔ یعنی جب جہاد میں دشمن کا خطرہ بڑھ جاوے تو آپ نمازیوں کی دو جماعتیں کر دیں۔ ایک جماعت آپ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے دوسری دشمن کے مقابل رہے۔ دوسری رکعت میں یہ جماعت دشمن کے مقابل چلی جاوے اور وہ جماعت آپ کے پیچھے آ جاوے۔ پھر وہ اپنی ایک ایک بقیہ رکعت پڑھ لیں ۴۔ یعنی خود یہ لوگ جو آپ کے ساتھ رکعت پڑھ رہے ہیں ہتھیار نہ کھولیں۔ بلکہ مع اسلحہ کے نماز پڑھیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ نمازی وہ ہتھیار لیں جو نماز میں خلل نہ ڈالیں۔ جیسے تلوار' خنجر یا آج کل بندوق وغیرہ اور جب خود نماز پڑھنے والے ہتھیار ساتھ رکھیں تو دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی ہے وہ بدرجہ اولیٰ ہتھیار ساتھ رکھے گی۔ لہٰذا دونوں جماعتیں ہتھیار ساتھ لئے رہیں ۵۔ یعنی دونوں سجدے کر کے ایک رکعت یا مغرب میں پہلی جماعت دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکے ۶۔ یعنی دشمن کے مقابل' خواہ دشمن قبلہ کی جانب میں ہو یا کسی اور سمت میں ۷۔ معلوم ہوا کہ نماز کی جماعت ایسی ضروری ہے کہ ایسی سخت جنگ کی حالت میں بھی کسی پر جماعت معاف نہ کی گئی۔ افسوس ان پر جو بلاوجہ جماعت چھوڑ دیتے ہیں ۸۔ پھر آپ تو اے محبوب دو رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دیں اور پہلی جماعت آ کر دوسری رکعت بغیر قرات کے ادا کرے کیونکہ وہ لاحق ہے اور اس کے بعد کی جماعت قرات کے ساتھ پہلی رکعت ادا کرے کیونکہ وہ مسبوق ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز خوف میں درمیان نماز میں چلنا پھرنا' کعبہ سے سینہ پھر جانا سب کچھ معاف ہے۔ وہ شخص نماز ہی میں رہے گا جیسا کہ اگر نمازی کا درمیان نماز وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کرنے جانا پڑتا ہے اور وہ نماز ہی میں رہتا ہے۔ ۱۰۔ شان نزول۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف اس جنگ میں بہت سخت زخمی تھے انہیں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا بہت گراں تھا ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس آیت سے بعض علماء نے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ نماز خوف میں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ مستحب ہے ۱۱۔ شان نزول۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ غزوہ بنی انمار میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم بخشی۔ کوئی کافر مقابل نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر

يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ

کافر تمہیں ایذا دیں گے ۱ بے شک کفار تمہارے کھلے

عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ

دشمن ہیں اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں

الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا

ان کی امامت کرو ۲ تو چاہیئے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو ۳ اور وہ اپنے ہتھیار

اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪

لئے رہیں ۴ پھر جب وہ سجدہ کر لیں ۵ تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں ۶

وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ

مقتدی ہوں ۷ اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں ۸ کافروں کی تمنا

كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ

تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں ۹ اور تم پر مضائقہ

عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ

نہیں اگر تمہیں مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار

مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ

ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لئے رہو ۱۰

اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا

بیشک اللہ نے کافروں کیلئے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۱۱ پھر جب

قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا

تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور

وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

کروٹوں پر لیٹے ۱ پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو ۲

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے ۳

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ

اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو ۴ اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے

فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ

تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسا تمہیں پہنچتا ہے اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو

مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ ع اِنَّآ

جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اے محبوب

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو ۵

بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ ۙ

جس طرح تمہیں اللہ دکھائے ۶ اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو ۷

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ ۚ

اور اللہ سے معافی چاہو ۸ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ

اور ان کی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں ۹

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ ۚ ۙ

بے شک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغا باز گنہگار کو

ع ۱۵ / ۱۴

(بقیہ صفحہ ۱۴۹) سے دور قضا حاجت کے لئے جنگل تشریف لے گئے حویرث ابن حارث محاربی کو پتہ چلا تو وہ فوراً تلوار سونتے ہوئے سامنے آ کھڑا ہوا اور بولا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ حضور نے نہایت بے پروائی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ جب اس نے وار کرنے کا ارادہ کیا اوندھے منہ گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ تلوار حضور نے اٹھائی اور فرمایا کہ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ بولا کوئی نہیں۔ حضور نے فرمایا کلمہ پڑھ لے تو تجھے امان ہے۔ وہ بولا میں کلمہ تو نہیں پڑھتا۔ البتہ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ نہ تو آپ سے لڑوں گا نہ آپ کے دشمن کی مدد کروں گا۔ اس پر حضور نے اسے چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی ایسے مقام پر جس کام کے لئے جاؤ احتیاط سے جاؤ۔

۱۔ یعنی نماز کے علاوہ پھر ہر طرح ذکر اللہ کرتے رہو۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جہاد میں غازی کی یہ شان چاہیے کہ ہاتھ میں تلوار اور زبان پر ذکر یار ہو۔ دوسرے یہ کہ فرض نماز کے بعد جو بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتے یا درود شریف پڑھتے ہیں وہ جائز بلکہ بہتر ہے۔ یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔ بعد نماز بلند آواز سے ذکر کی بہت سی احادیث ہیں ۲۔ تمام شرائط وغیرہ ادا کر کے یعنی یہ چلنے پھرنے کی اجازت نماز خوف میں تھی۔ اس کے بعد نہیں ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ سفر میں دو نمازیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ہر نماز کے لئے اس کا وقت قرآن سے ثابت ہے۔ جن احادیث میں دو نمازیں جمع کرنے کا ذکر ہے وہاں جمع صوری مراد ہے۔ یعنی پہلی نماز آخر وقت میں اور دوسری نماز اول وقت میں ادا کی ۴۔ شان نزول۔ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ کفار مکہ کا پیچھا کرو تا کہ وہ پھر پلٹ کر نہ آجاویں تو صحابہ نے سخت زخمی ہونے کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی جب کفار اتنی ہمت کر جاتے ہیں کہ زخم کھا کر تمہارا پیچھا کرتے ہیں تو تم کیوں نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غازی کی ہمت بندھانے کے لئے کفار کی بہادری اور جرات کا ذکر کرنا جائز ہے۔ ۵۔ شان نزول۔ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے متعلق نازل ہوئی جس نے اپنے پڑوسی قتادہ بن نعمان کی زرہ چرائی اور آٹے کی بوری میں رکھ کر ایک یہودی کے گھر امانۃً رکھ آیا۔ تلاش کرنے پر زرہ اور بوری یہودی کے گھر سے برآمد ہوئی۔ یہودی نے کہا کہ طعمہ رکھ گیا ہے۔ طعمہ کی قوم اپنی برادری کی حمایت میں یہ کوشش کرنے لگی کہ یہودی کا جرم ثابت ہو۔ طعمہ بری ہو جاوے۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ اس کی قوم نے جھوٹی گواہی دی کہ طعمہ بے قصور ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکثر حضور کے فیصلے دو چیزوں پر مبنی ہوتے تھے۔ کتاب اللہ' اور نور نبوت' لہٰذا حضور کے فیصلے ایسے اٹل تھے۔ جن کی اپیل ناممکن تھی۔ بعد میں علماء و قاضیوں کے فیصلے کتاب اللہ اور شہادتوں وغیرہ ہی پر ہوں گے لہٰذا کسی حاکم کا فیصلہ یقینی نہیں' قابل اپیل ہے۔ ۷۔ اس میں بظاہر خطاب حضور سے ہے لیکن درحقیقت قیامت تک کے حکام کو سنانا مقصود ہے کہ فیصلہ کرنے میں کوتاہی نہ کیا کریں۔ صحیح ملزم کو بغیر رو رعایت سزا پوری دیا کریں۔ دیکھو طعمہ بظاہر مومن تھا اور یہودی کافر تھا مگر فیصلہ اس موقعہ پر یہودی کے حق میں ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے صحابہ گناہوں سے محفوظ نہیں ہاں رب کے فضل سے گناہ پر قائم نہیں رہتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ اگرچہ کتنا ہی بڑا ہو لیکن اس سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ کہ رب تعالیٰ نے طعمہ کے حمایتیوں کو کافر نہ فرمایا خائن فرمایا ۸۔ ظاہر یہ ہے کہ اس میں طعمہ سے خطاب ہے کہ تو اپنے ان گناہوں کی معافی چاہ اور اگر

(بقیہ صفحہ ۱۵۰) حضور انور سے خطاب ہے تو اس بنا پر کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہوتے ہیں۔ حضور نے چاہا تھا کہ گواہی پر فیصلہ فرمادیں۔ جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے۔ فرمایا گیا کہ اس ارادے سے توبہ فرماویں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں جنہوں نے طعمہ کی غلط حمایت کی کہ رب ان کی یہ خطا معاف فرمادے۔ اور آئندہ ایسی قومی حمایت سے بچائے جو گناہ کا باعث ہو یا ان کی گواہی قبول فرمالینے کے ارادہ سے معافی چاہیں ان کی گواہی پر جرح قدح فرمادیں کیونکہ "حسنات الابرار سیأت المقربین" حاکم کا مدعی کی گواہی قبول کرنا برا نہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جھوٹوں کی وکالت جائز نہیں کیونکہ گنہگار کی گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے اور اس وکالت کی اجرت حرام ہے۔ کیونکہ حرام ذریعہ سے حاصل ہوئی۔

يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ

آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے ۱

اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ

اور اللہ ان کے پاس ہے ۲ جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ

الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ

کو ناپسند ہے ۳ اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے ۴ سنتے ہو

هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ فَمَنْ

جو تم ہو دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑے تو ان کی

يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ

طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن ۵ یا کون ان کا

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ

وکیل ہوگا اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر

نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾

ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ۶

وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ

اور جو گناہ کمائے تو اس کی کمائی اسی کی جان پر پڑے ۷ اور اللہ

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً

علم و حکمت والا ہے اور جو کوئی خطا یا گناہ

اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا

کمائے ۸ پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان

وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ

اور کھلا گناہ اٹھایا اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا ۹

۱۔ یہ آیت تقویٰ و طہارت کی جڑ ہے۔ اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ رسول سے چھپا ہوا نہیں تو گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ ۲۔ یعنی اللہ اپنے علم و قدرت کے لحاظ سے ان کے ساتھ ہے اس سے شرم و حیا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ اللہ کو اپنے ساتھ سمجھے تو گناہ کی ہمت نہ کرے۔ اسی طرح جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس حاضر و ناظر جانے کبھی گناہ نہ کرے۔ اس آیت میں اشارۃً پتہ لگا کہ کوئی بھی حضور کی نگاہ سے چھپا ہوا نہیں۔ کیونکہ یہاں یہ فرمایا کہ لوگوں سے چھپتے ہیں۔ یہ نہ فرمایا کہ آپ سے چھپتے ہیں اور لَا يَسْتَخْفُوْنَ میں رب نے اپنے حبیب کو اپنے ساتھ ذکر فرمایا یعنی مجھ سے اور میرے حبیب سے نہیں چھپ سکتے۔ رب فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اللہ مومنوں کے ساتھ ہے کرم سے' نبیوں ولیوں کے ساتھ ہے عنایت اور مہربانی سے کفار کے ساتھ ہے قہر و غضب سے سب کے ساتھ ہے علم و قدرت سے۔ ۳۔ یعنی طعمہ کی قوم طعمہ کی طرفداری کے لئے خفیہ طور پر تدبیریں سوچتی تھی۔ کہ جیسے ہو سکے طعمہ کو بری کرایا جاوے تاکہ اپنی قوم بدنام نہ ہو ۴۔ یعنی اللہ کا علم و قدرت انہیں گھیرے ہے کیونکہ اللہ کی ذات محیط ہے نہ محاط۔ وہ جگہ اور جگہ میں ہونے سے پاک ہے ۵۔ خیال رہے کہ دھوکہ دینے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں جھگڑنا ناممکن ہے۔ محبوبوں کی شفاعت اور اور چھوٹے بچوں کا اپنے ماں باپ کی بخشش کے لئے رب سے جھگڑنا آیات و احادیث سے ثابت ہے رب فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ حضور نے ارشاد فرمایا کہ کچا بچہ رب سے اپنے والدین کی بخشش کے لئے ایسا جھگڑے گا جیسے قرض خواہ مقروض سے' اس سے فرمایا جاوے گا' اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ مگر یہ جھگڑا ناز کا ہوگا نہ کہ مقابلہ کا۔ لہٰذا اس آیت میں شفاعت کی نفی نہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ ہر گناہ کی توبہ ہے مگر طریقہ توبہ مختلف ہے۔ کفر کی توبہ ایمان ہے اور حقوق العباد کی توبہ اداء حقوق ہے ترک نماز کی توبہ ان کی قضا ہے۔ پھر سب کے احکام جدا ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چوری یا قتل کرکے' جوا کھیل کر صرف منہ سے توبہ توبہ کہہ لینا کافی ہے۔ ۷۔ یعنی ہر شخص کو اپنے گناہ کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ یہ نہ ہوگا کہ کرے یہ اور بھرے کوئی اور۔ ہاں گناہ کرانے والا بھی اس مجرم کے ساتھ گرفتار ہوگا۔ ۸۔ یہاں گناہ سے مراد گناہ کبیرہ اور خطا سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔ بے گناہ کو تہمت لگانا سخت جرم ہے۔ وہ بے گناہ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ طعمہ نے یہودی کافر کو بہتان لگایا تھا۔ ۹۔ یعنی اگر رب تعالیٰ نے آپ کو معصوم نہ بنایا ہوتا اور آپ پر تمام علوم ظاہر نہ کر دیئے ہوتے تو یہ آپ کو بہکا دیتے۔ بہکانے سے مراد دھوکہ دے کر غلط فیصلہ کرا لینا ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت رب فرماتا ہے۔ کوئی آپ کو بہکا نہیں سکتا۔ نیز صحابہ کرام کے لئے بھی یہی فرماتا ہے۔ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ پتہ لگا کہ حضور کی تجلی حضور کے صحابہ پر بھی پڑی کہ ان کا ایمان قطعی ہو گیا۔ اس میں غیب کی خبر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل حفاظت کا بیان ہے۔ یعنی نہ آپ سے غلط فیصلہ کرا سکیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو معصوم بنایا اور نہ درست فیصلہ کرنے پر آپ کو دنیاوی نقصان پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ اللہ آپ کا ناصر ہے۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن بھی رب کی طرف سے ہے۔ اور حدیث بھی۔ قرآن کے لفظ بھی رب کے ہیں۔

رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا

تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکہ دے دیں اور وہ

يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ

اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں ۱ اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری ۲ اور تمہیں سکھا دیا

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

جو کچھ تم نہ جانتے تھے ۳ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے ۴

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ

ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں ۵ مگر جو حکم دے خیرات

اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ

یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا ۶ اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ

اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے ۷ اسے عنقریب ہم بڑا

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

ثواب دیں گے اور جو رسول کا خلاف کرے بعد

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ

اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا ۸ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

راہ چلے ۹ ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ

گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی اللہ اسے نہیں بخشتا کہ

اور حدیث کا صرف مضمون رب کا ہے' الفاظ حضور کے اپنے ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ کوئی حضور کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ کیونکہ دھوکا وہ کھائے جو بے خبر ہو۔ البتہ فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اگرچہ گواہی جھوٹی ہو۔ اور اس کے جھوٹ پر دلیل قائم نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے سارے علوم غیبیہ اپنے حبیب کو سکھا دیئے ۴۔ رب نے تمام دنیا کو قلیل فرمایا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ اور یہاں فرمایا کہ تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام دنیا حضور کے ملک کا ایک ادنیٰ حصہ ہے۔ ورنہ آپ پر فضل عظیم کیسے ہو گا۔ ۵۔ اس میں تمام مشورے داخل ہیں۔ حکومتوں کی کانفرنسیں' اسمبلی کے اجلاس' قومی پنچائتیں' خانگی امور میں مشورے اگر اچھی بات کے لئے ہیں تو مبارک ہیں ورنہ برے۔ ۶۔ یعنی خاوند' بیوی' باپ' بیٹے' دوست' احباب' محلے والے' شہر والے اسلامی حکومتیں جب لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دینا بڑی عبادت ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ناس سے مراد مسلمان ہوں۔ اور اگر ناس سے عام انسان مراد ہوں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ کافروں کو رغبت اسلام دے کر مسلمان بنایا جائے تا کہ مسلمانوں سے ان کی صلح ہو جاوے یا اگر کافر و مسلم حکومتوں میں جنگ کے آثار ہوں اور مسلمانوں کے لئے صلح بہتر ہو تو بیچ میں پڑ کر صلح کرا دے جنگ روک دے وہ بھی اس ثواب کا مستحق ہے۔ کفار سے صلح جائز ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اس پر احکام شرعیہ لازم نہیں' صرف عقیدہ توحید کافی ہے کیونکہ اس نے رسول کی مخالفت نہ کی نیز جو بے علمی میں گناہ کر بیٹھے اس پر مخالفت رسول کا گناہ نہ ہو گا۔ مخالفت رسول جب ہے کہ دیدہ و دانستہ حضور کی نافرمانی کرے۔ یہ بھی خیال رہے کہ مخالفت رسول فی العقیدہ کفر ہے اور فی العمل فسق۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ اسی طرح ختم فاتحہ' محفل میلاد' عرس بزرگان عامۃ المسلمین کے عمل ہیں اور مسلمان انہیں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور حضور نے ارشاد فرمایا۔ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ. اور فرمایا مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

ا۔ شرک سے مراد کفر ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ اور مطلب یہ ہے کہ جو کفر پر مر جاوے اس کی مغفرت نہیں۔ گناہ پر مرنے والے کی مغفرت ہو سکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے بھی کفر معاف نہیں ہو سکتا۔ عام اہل عرب پہلے کفار ہی تھے۔ ایمان لائے۔ کفر سے توبہ کی۔ بخشے گئے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گمراہی جو کفر تک نہ پہنچی ہو گناہ کبیرہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد تمام گناہ قابل مغفرت ہیں اگرچہ حقوق العباد کی مغفرت کا طریقہ یہ ہو گا کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کرا دے گا۔ دوسرے یہ کہ خلاف وعید جائز بلکہ واقع ہے وہ دراصل خلف ہی نہیں تمام گناہوں کی سزا مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بخشش کا یقین نہیں امید ہے کیونکہ لِمَنْ يَّشَآءُ فرمایا گیا۔ لہٰذا یہ آیت گناہ پر جرات پیدا نہیں کرتی بلکہ گناہ سے روکتی ہے۔ کیونکہ یاس گناہ کراتی ہے۔ ۳۔ کفار عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہہ کر پوجتے تھے۔ نیز گزشتہ مری ہوئی بعض عورتوں کے بت بناتے تھے نیز بتوں کو زیور پہناتے تھے۔ جیسے آج مشرکین ہند گنگا' کالی وغیرہ کو عورت مان کر پوجتے ہیں ۴۔ حضور کا راستہ چھوڑ کر جس گمراہ کی اطاعت کی جاوے' شیطان کی پیروی ہے کیونکہ سب گمراہوں کو شیطان نے ہی گمراہ کیا ہے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری لعنت ہے۔ کہ شیطان نے بھی رب کے سامنے تقیہ نہ کیا۔ جو اسے کرنا تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان کو رب نے اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی کہ وہ بہکانے کے طریقے جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو شیطان بھی معصوم یا محفوظ جانتا ہے اس لئے اس نے من عبادك کہا جو انہیں گنہگار مانیں وہ شیطان سے بھی بدتر ہیں۔ ۶۔ خیال رہے کہ دنیا کی لمبی عمر' زیادتی مال وغیرہ کی وہ آرزو جو رب سے غافل کرے شیطانی کام ہے البتہ اللہ کے لئے یہ چیزیں چاہنا عبادت ہے۔ ۷۔ اس سے پتہ لگا کہ گائے کی تعظیم کرنا یا ہولی دیوالی میں جانوروں کے سینگ رنگنا یا مشرکین کی سی رسمیں کرنا سب شیطانی کام ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا لازم ہے بلکہ ان کے بڑے دن کی تعظیم' گنگا وغیرہ کا احترام کرنا کفر ہے۔ مسلمان کو ہر بری چیز سے نفرت چاہیے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے۔ نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری' ڈاڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو ڈاڑھی منڈانا۔ یہ آیت ان تمام آیتوں کی تفسیر ہے جن میں وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس آیت نے بتایا کہ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطان اور شیطانی لوگ ہیں۔ ولی اللہ اور ہیں' ولی من دون اللہ کچھ اور۔ اس کا بہت خیال چاہیے۔ ۱۰۔ کہ تم کفر کی وجہ سے بخشے جاؤ گے اور بری رسمیں تمہاری عزت افزائی کا ذریعہ بنیں گی۔ یہ دوسرا دھوکہ آج کل مسلمان بہت کھا رہے ہیں۔ وہ سمجھے ہیں کہ فضول خرچی کی رسمیں' کوٹھیاں' وزارتیں' عزت کا ذریعہ ہیں۔ یہ سب شیطانی دھوکا ہے ۱۱۔ یعنی کفار دوزخ میں جا کر وہاں سے نہ نکل سکیں گے۔ مگر مومن اپنی سزا پوری کر کے بخش دیئے جائیں گے۔ دوزخ میں ہمیشگی کفار کیلئے خاص ہے۔

يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے لہ اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

ہے لہ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ

یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو لہ اور نہیں پوجتے

اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ

مگر سرکش شیطان کو لہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور

مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا ۵ قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ

اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا لہ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان

الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ

چیریں گے لہ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے لہ اور

مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ

جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے ۹ وہ

خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ

صریح ٹوٹے میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ

اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے لہ ان کا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

ٹھکانا دوزخ ہے اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے لہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے لہ کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں

اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ

رہیں اللہ کا سچا وعدہ لہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات

قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ

سچی کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی

الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ

[illegible] جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا ۴ اور اللہ کے سوا نہ

لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ

کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار ۵ اور جو کچھ

يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ

بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو

مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

مسلمان تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور انہیں تل بھر نقصان

نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ

نہ دیا جائے گا ۶ اور اس سے بہتر کس کا دین جس نے اپنا منہ

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ

اللہ کے لئے جھکا دیا ۷ اور وہ نیکی والا ہے ۸ اور ابراہیم کے دین پر چلا جو ہر باطل

حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ

سے جدا تھا ۹ اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا ۱۰ اور اللہ ہی کا ہے

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے (۱) یہ کہ ایمان' اعمال سے مقدم ہے کہ بغیر ایمان اعمال قبول نہیں۔ (۲) یہ کہ نجات کے لئے نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ کوئی مومن کسی درجہ کا ہو نیک اعمال سے مستغنی نہیں۔ (۳) یہ کہ اعمال نہ عین ایمان ہیں نہ جزو ایمان اس لئے کہ معطوف مُعطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ (۴) یہ کہ قیامت بہت ہی قریب ہے اگرچہ ہم کو دور معلوم ہو۔ ۲۔ لہٰذا نیک اعمال کرنے والے کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ اب جو شخص صدیق اکبر اور تمام ان صحابہ کے جنتی ہونے میں شک کرے جن کے متعلق قرآن کریم نے وعدہ فرمالیا وہ کافر ہے کیونکہ وہ رب کو جھوٹا جانتا ہے۔ ۳۔ شان نزول' یہود کہتے تھے کہ ہم کو صرف چالیس' روز عذاب ہو گا بقدر مدت بچھڑے کی پوجا کے۔ عیسائی کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ سولی کھا گئے وہ ہمارا کفارہ ہو گیا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ہمارے بت ہم کو عذاب نہ پہنچنے دیں گے۔ ان سب کی تردید کے لئے یہ آیت اتری ۴۔ یعنی اے یہودیو' عیسائیو' مشرکو! تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے کہ تمہیں کوئی گناہ مضر نہیں۔ تم میں سے جو بھی گناہ کرے گا سزا پائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار احکام شرعیہ کے مکلف ہیں عذاب اخروی کے لحاظ سے لہٰذا انہیں کفر کی بھی سزا ملے گی اور گناہوں کی بھی ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کفار کے لئے عذاب ہے۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے مددگار بنا دے گا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الخ۔ ۶۔ نہ اس طرح کہ اس کی نیکیاں کم کر دی جائیں اور نہ اس طرح کہ گناہوں میں اضافہ کر دیا جاوے۔ اگر نیکیوں کی ضبطی ہو گی تو خود اس کے اپنے قصور سے ہو گی ۷۔ وجہ' کے لفظی معنی چہرہ کے ہیں۔ مگر یہاں مراد ذات ہے۔ کیونکہ کسی کے آگے سر جھکا دینا گویا اپنی ذات کو اس کے سپرد کر دینا ہے ۸۔ یعنی اعمال بھی نیک کرے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان کے بعد انسان نیک اعمال سے بے نیاز نہیں ہو جاتا۔ حتیٰ المقدور نیکی کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ ایمان اعمال سے پہلے ہے۔ اس لئے مُحْسِنٌ کو اَسْلَمَ وَجْهَهٗ کے بعد بیان کیا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت کے لئے دین ابراہیمی کی پیروی لازم ہے جو اب دین محمدی میں پائی جاتی ہے۔ اس سے منہ موڑ کر صدقہ و خیرات وغیرہ سب برباد ہے۔ جب جڑ کٹ گئی ہو تو شاخوں کو پانی دینا عبث ہے۔ ۱۰۔ خلت کے معنی ہیں غیر سے منقطع ہو جانا۔ اب اس گہری دوستی کو کہا جاتا ہے۔ جس میں دوست کے غیر سے انقطاع ہو جاوے۔ خلیل وہ ہے کہ اللہ کی رضا چاہے۔ محبوب و حبیب وہ ہے جس کی خود رب تعالیٰ رضا چاہے۔ ہمارے حضور اللہ کے خلیل بھی ہیں حبیب بھی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

ا۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صرف زمین و آسمان کی چیزیں اللہ کی ملک ہیں۔ باقی نہیں۔ چونکہ صرف محسوس چیزوں تک ہماری نگاہ پہنچتی ہے۔ اس لئے ان ہی کا ذکر ہوا۔ ۲۔ شان نزول۔ عرب میں دستور تھا کہ میت کی بیوی اور یتیم لڑکیوں کو میراث نہ دیتے تھے۔ نیز اگر یتیم خوبصورت ہوتی تو میت کے اولیاء تھوڑے مہر پر خود نکاح کر لیتے اور اگر بدصورت و مالدار ہوتی تو نہ خود اس سے نکاح کرتے نہ کسی اور سے کرنے دیتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیات آئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغہ لڑکی کو نساء کہا جا سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ میراث سے لڑکیوں کو محروم کرنا مشرکین عرب کا دستور ہے اور یہ ظلم عظیم ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حق العبد ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل ان کی فرمائی اتنی تفصیل دوسرے احکام کی نہ فرمائی۔ نیز اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تم کو فتویٰ دیتا ہے یعنی دوسرے مسائل کے مفتی انسان مگر ان کا فتویٰ دینے والا خود اللہ ہے۔ ۴۔ ان آیتوں میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم اب تک ایسا کرتے رہے اب آئندہ ایسا نہ کرنا۔ کیونکہ کفار کی میراث ان کے دین کے مطابق دی جاوے گی۔ حاکم اسلام اسی پر فیصلہ کرے گا۔ ۵۔ یعنی ان یتیم لڑکیوں کی بدصورتی اور غربت کی وجہ سے ان سے نکاح نہیں کرتے ۶۔ اس میں بہت صورتیں داخل ہیں۔ یتیموں کی وارثت کا حصہ پورا دینا ان کا مال کسی بہانہ سے ناحق نہ کھانا۔ ان پر ظلم نہ کرنا۔ انہیں اچھی تعلیم و تربیت دینا۔ غرضیکہ ان سے وہ سلوک کرنا جو اپنی اولاد سے کیا جاتا ہے۔ ۷۔ یعنی واجب حق کے سوا اور بھلائی جو تم یتیموں سے کرو گے اللہ سے ثواب پاؤ گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیموں کے ساتھ ان کے حق سے زیادہ سلوک کرنا چاہیے۔ ۸۔ خاوند کی زیادتی یہ ہے کہ اسے کھانے پینے کو نہ دے یا کم دے، مارے پیٹے یا بدزبانی کرے اور اعراض یہ ہے کہ بیوی سے دل سے محبت نہ کرے۔ بول چال ترک کر دے ۹۔ اس طرح کہ عورت اگر اس خاوند کے پاس رہنا ہی چاہے تو اپنے کچھ حقوق کا بوجھ خاوند سے کم کر دے یا مرد کچھ مشقت برداشت کرے کہ باوجود رغبت کم ہونے کے اس بیوی سے اچھا برتاؤ بہ تکلف کرے۔ ۱۰۔ یعنی جدائی اور طلاق سے صلح بہتر ہے۔ کیونکہ طلاق اگرچہ جائز ہے مگر بری چیز ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرت انسانی میں لالچ داخل ہے۔ ہر شخص اپنے آرام و آسائش کو بہت مقدم رکھتا ہے۔ اپنے پر مشقت گوارا کر کے دوسروں کے آرام کی کوشش نہیں کرتا۔ الا ماشاء اللہ۔

ع ۱۸ / ۱۵

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں لہ اور ہر چیز پر

بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع وَیَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ ؕ

اللہ کا قابو ہے اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں ۲

قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْکُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ فِی

تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے ۳ اور وہ جو تم پر قرآن میں

الْکِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ

پڑھا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو انکا

مَا کُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ

مقرر ہے ۴ اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو ۵

وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا

اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں

لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ

انصاف پر قائم رہو ۶ اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ

اللّٰهَ کَانَ بِهٖ عَلِیْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ

کو اس کی خبر ہے ۷ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے زیادتی یا

بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَآ

بے رغبتی کا اندیشہ کرے ۸ تو ان پر گناہ نہیں

اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ وَ

کہ آپس میں صلح کر لیں ۹ اور صلح خوب ہے ۱۰ اور

اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا

دل لالچ کے پھندے میں ہیں ۱۱ اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ

تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ؎ اور تم سے

تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو ؎

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ

تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ ؎ کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو ؎

وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ

[illegible] ؎ اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی کشائش سے تم میں

سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا

ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا ؎ اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے ؎ اور

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ؎ اور بیشک تاکید فرما

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ

دی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور اور تم کو کہ اللہ

اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي

سے ڈرتے رہو ؎ اور اگر کفر کرو تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ؎ اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں

حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

سراہا ؎ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

۱۔ یعنی اے خاوندو! اگر تم اس کے باوجود کہ تم کو اپنی موجودہ بیوی ناپسند ہو پھر بھی اس سے اچھی طرح نبھا دو اور یہ سمجھو کہ عورت تمہارے پاس اللہ کی امانت ہے تو ہم بھی تم پر فضل و کرم فرمائیں گے۔ ۲۔ کیونکہ متقی انسان اگرچہ برتاوے میں برابری کرے اور اپنی ساری بیویوں سے عدل و انصاف کرے مگر دلی میلان قدرتی طور پر ان میں سے ایک کی طرف یقیناً زیادہ ہو گا۔ لیکن اس پر پکڑ نہیں۔ ہاں اگر برتاوے میں ظلم ہوا تو پکڑے جاؤ گے۔ ۳۔ کہ عملی طور پر عدل و انصاف نہ کرو ۴۔ اس طرح کہ نہ اسے طلاق دو' نہ اسے آباد کرو اور اس کا اچھا برتاوا' نان و نفقہ' صحبت ترک کر دو۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ خاوند اور بیوی میں صلح کرانا بڑا ثواب ہے۔ ۶۔ یعنی اگر زوجین میں صلح نہ ہو سکے اور طلاق واقع ہو جائے تو دونوں اللہ پر توکل کریں۔ اللہ عورت کو اچھا خاوند اور مرد کو اچھی بیوی عطا فرما دے گا۔ اور وسعت بھی بخشے گا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی عورت کو طلاق دے دینا کشائش رزق کا سبب بن جاتا ہے مرد و عورت دونوں کے لئے جیسے کبھی نکاح وسعت رزق کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ عورت بالکل مرد کی محتاج ہے اور نہ مرد بالکل عورت کا حاجت مند۔ سب رب کے حاجت مند ہیں۔ ایک کا دوسرے کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ ۸۔ یعنی ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ ہے۔ اپنے فضل سے جس کو جس چیز کا چاہے عارضی طور پر مالک بنا دے۔ لہٰذا یہ آیت کریمہ کسی کی عارضی ملکیت کے منافی نہیں۔ قرآن کریم کی بہت سی حصر کی آیات میں ذاتی حصر ہے جیسے اسی کے پاس ہے قیامت کا علم وغیرہ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ تقویٰ و طہارت کا حکم دائمی ہے۔ ہر دین میں اس کا حکم تھا۔ لہٰذا یہ سنت متوارثہ ہے بلکہ روزہ' اعتکاف' نکاح وغیرہ' عبادات بھی قدیمی عبادتیں ہیں ۱۰۔ یعنی اگر تم سب کافر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ سارا عالم اس کی ملک ہے اس کے ہاں تمہاری اطاعتوں کی حاجت نہیں۔ محتاج تم ہو نہ کہ وہ۔ ۱۱۔ کہ عالم کا ہر ذرہ اس کی حمد کرتا ہے۔ رب سارے عالم کا محمود ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا

اور اللہ کافی ہے کارساز اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں

النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

لے جائے[1] اور اوروں کو لے آئے اور اللہ کو اس کی قدرت

قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ

ہے جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ

اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًاۢ

ہی کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا انعام ہے[2] اور اللہ سنتا

بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ

دیکھتا ہے اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ[3]

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ

اللہ کے لئے گواہی دیتے چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا

الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى

یا رشتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو بہرحال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ

بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ

اختیار ہے[4] تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو اور اگر

تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تم ہیر پھیر کرو[5] یا منہ پھیرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی

خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

خبر ہے اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور

رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اللہ کے رسول پر[6] اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اتاری[7]

۱۔ یا اس طرح کہ تمہیں موت دے کر دوسری قوم کو یہاں آباد کر دے۔ جیسے فرعون کے ملک کا بنی اسرائیل کو مالک بنا دیا۔ یا اس طرح کہ تمہاری حکومت ختم فرما کر تمہارا ملک دوسروں کو دے دے اور تم کو ان کی رعایا بنا دے۔ رب فرماتا ہے۔ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ یا اس طرح کہ تم اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤ۔ اور تمہارے گھر بار دوسرے لوگ آباد کریں۔ جیسے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہود مدینہ سے سلوک ہوا کہ بنی قریظہ قتل کئے گئے اور بنی نضیر جلاوطن ہوئے۔ غرضیکہ وہ قادر مطلق ہے۔ ۲۔ یعنی جب رب کے پاس دنیا و آخرت سب کچھ ہے تو اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگو۔ مانگنے والے میں ہمت چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو دنیا کو اپنا اصل مقصود بنایا جائے۔ کہ آخرت کو فراموش کر دے اور نہ بالکل ترک دنیا ہی کر دینی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عبادات میں ثواب آخرت کی بھی نیت ہو اور دنیاوی آفات کے دفعیہ اور دنیاوی رحمت کے حصول کی بھی نیت ہو تو جائز ہے۔ چنانچہ نماز استسقاء بارش کے لئے اور نماز کسوف و خسوف گہن دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ ۳۔ اس میں حاکموں، گواہوں، عالموں، اور درویشوں اور بادشاہوں سب سے خطاب ہے۔ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق انصاف کرے۔ قوامین مبالغہ فرما کر یہ بتایا گیا کہ مسلمان کی ہر بات، ہر عمل، زندگی کا ہر شعبہ انصاف پر مبنی ہو، اپنے گناہوں کا اقرار، نیکیوں میں قصور کا اعتراف غرضیکہ ہزارہا چیزیں انصاف میں داخل ہیں۔ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ماں باپ کی خدمت، قرابت داروں سے سلوک اچھی چیز ہے مگر ذاتی معاملہ میں۔ دینی، قومی معاملات میں کسی کا لحاظ نہیں۔ دوسرے یہ کہ غنی کا رعب، فقیر پر رحم، انصاف کے لئے آڑ ہیں۔ اس آڑ کو ہٹانا لازم ہے۔ تیسرے یہ کہ رحم سے عدل افضل ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ ۵۔ یعنی تاویلیں کر کے انصاف کا خون کرو اور ظلم کو انصاف کے رنگ میں دکھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجرم کے وکیل کا عدالت میں کج بحثی کر کے مجرم کو ناحق چھڑانے کی کوشش کرنا۔ حاکم کا غلط فیصلہ کرنا اور اسے درست ثابت کرنے کی کوشش کرنا، عالم کا غلط تاویلوں سے غلط مسئلہ کا درست ثابت کرنا، لیڈروں کا ناحق کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ سب ظلم میں داخل ہے اور سخت جرم ہے۔ قرآن کی صحیح تاویل بوقت ضرورت شرعیہ عین عبادت ہے اور غلط تاویل، تحریف و کفر ہے۔ ۶۔ یعنی اے زبانی ایمان لانے والو، دل سے ایمان لاؤ۔ یا اے دل سے ایمان لانے والو، ہمیشہ ایمان پر قائم رہو۔ لہٰذا آیت میں تحصیل حاصل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان وہی قابل قدر ہے۔ جو دنیا سے اپنے ساتھ جاوے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان کا وہی درجہ ہے۔ جو اللہ پر ایمان لانے کا درجہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا اچھا ہے۔ ۷۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی قرآن شریف، چونکہ قرآن کریم کا نزول آہستہ ہوا، لہٰذا یہاں نزّل فرمایا اور آگے انزل ارشاد فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان لانا قرآن پر ایمان سے مقدم ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے مگر عمل صرف قرآن شریف پر ہی ہو گا۔ ان کتب کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ یہ رب کی ہیں ۲۔ یعنی ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے یا یہ کہا جاوے کہ ان میں سے ایک کا انکار سب کا انکار ہے۔ لہٰذا جس نے حضور کو نہ مانا اس نے اللہ کو بھی نہ مانا۔ فرشتوں' رسولوں' قیامت' کسی کو نہ مانا' اس صورت میں واؤ اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے ۳۔ یعنی ایسی گمراہی میں جو ہدایت سے بہت دور ہے۔ خیال رہے کہ گمراہی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے تبرائی رافضی' بے ادب گستاخ' وہابی' قادیانی' دوسری وہ گمراہی جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ جیسے تفضیلی رفض یا غیر مقلدیت۔ پہلی قسم کی گمراہی کا نام گمراہی بعید ہے۔ اور دوسری کا نام گمراہی قریب ہے۔ یہاں پر پہلی گمراہی کا ذکر ہے۔ ۴۔ کفر میں بڑھنا یہ ہے کہ کفر پر ہی موت ہو جاوے اللہ بچائے۔ اور اگر ایمان پر موت ہوئی تو خواہ ہزار دفعہ کفر ہو معافی ہو جاوے گی اگرچہ بعض صورتوں میں شرعاً" ایمان معتبر نہ ہو۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بار بار مرتد ہونے والے کا ایمان شرعاً" معتبر نہیں (ردالمحتار) خصوصاً بحالت جنگ بلکہ بعض دفعہ عین جنگ کی حالت میں ایمان لانا بھی معتبر نہیں ہوتا جیسا کہ رب فرماتا ہے۔ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ جبکہ ظاہری علامات بتا رہے ہیں کہ یہ دھوکا دینے کے لئے ایمان لا رہا ہے۔ جیسا کہ پاکستان بنتے وقت دیکھا گیا ۶۔ معلوم ہوا کہ کافروں سے محبت' دوستی رکھنا منافقوں کی علامت ہے خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ میں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی قومی غدار نہ اپنی قوم میں عزت پائے نہ دوسری قوموں میں۔ عزت دین پر قائم رہنے میں ہے۔ اسی طرح صلح کل عالم کہیں عزت نہیں پاتا۔ عزت اللہ کی ہے اس کی عطا سے اس کے رسول کی اور ان کے صدقہ سے سچے مسلمانوں کی۔ ۸۔ یعنی جہاں دین کا مذاق ہو رہا ہو وہاں بادل نخواستہ بھی نہ جاؤ اور اگر تم وہاں پہلے سے تھے کہ یہ جرم شروع ہو گئے تو وہاں سے ہٹ جاؤ اور اگر روک دینے کی طاقت ہو تو زورِ بازو یا زورِ زبان سے روک دو۔

وَالْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ

اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری ۱ اور جو نہ مانے

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو ۲

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا ۳ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے

ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا

پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر کفر میں

كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ

بڑھے ۴ اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے اور نہ انہیں راہ

سَبِیْلًاؕ ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا

دکھائے ۵ خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے دردناک

اَلِیْمَاۙ ﴿۱۳۸﴾ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ

عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ

بناتے ہیں ۶ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے

الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًاؕ ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ

ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے ۷ اور بیشک اللہ تم پر کتاب

فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا

میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے

وَیُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا

اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے ۸ تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کرنا کفر کرانا کفر سے راضی ہونا سب کفر ہے اور سب درجہ میں برابر ہیں۔ بلکہ کفر کی مجلس میں جانا بھی حرام ہے شرکت کی غرض سے۔ لہٰذا بدمذہبوں کے جلسوں، ماتم کی مجلسوں نوحہ، تبرا کی محفلوں میں شریک ہونا حرام اگرچہ خود نہ کرے ہاں تردید کے لئے جانا اس سے خارج ہے ۲۔ یعنی منافق و کافر سب دوزخ میں ہوں گے اگرچہ ان کے مقامات علیحدہ ہوں رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یا یہ لوگ کبھی اکٹھے بھی کئے جایا کریں گے۔ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں ۳۔ یعنی تمہارے ساتھ تھے کہ کلمہ نماز وغیرہ میں تمہارے ساتھ رہتے تھے یا جنگ میں تمہارے ساتھ چلے گئے تھے لہٰذا ہمیں بھی غنیمت کا حصہ دو۔ غرضیکہ زبان سے تمہارے ساتھ اور دل سے کافروں کے ساتھ رہ کر دو گھر کے مہمان بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دو گھر کا مہمان بھوکا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبانی، جسمانی ہمراہی بے کار ہے۔ جب دل سے دور ہو۔ ۴۔ یعنی اے کافرو! تمہاری فتح کا بڑا سبب ہم ہیں۔ اولاً" تو اس لئے کہ ہم اگرچہ جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ میدان میں آگئے مگر تم سے لڑے نہیں اس لئے مسلمانوں کا حملہ ہلکا رہا۔ دوسرے ہم تمہارا کام کرنے جہاد میں آئے تھے کہ مسلمانوں کے جنگی راز سے تمہیں باخبر رکھتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کافروں کی خفیہ پولیس بننا اور مسلمانوں کے راز انہیں بتانا منافقوں کا طریقہ ہے جس میں آج بہت مسلمان گرفتار ہیں ۵۔ یعنی عملی فیصلہ قیامت میں ہوگا کہ ہر شخص کو اس کے ساتھ رکھا جاوے گا، جس سے اسے محبت ہوگی۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا کے کافر و منافق متفق ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو نہیں مٹا سکتے۔ مسلمان جہاں کہیں نقصان اٹھاتے ہیں اپنی غداری اور شامت اعمال کی وجہ سے اٹھاتے ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کے خلاف کافر کی گواہی جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا کسی کافر مرد سے نکاح حلال نہیں۔ کسی کافر کو مسلمان غلام خریدنے کا حق نہیں۔ کافر مسلمان کا وارث اور مورث نہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا دراصل رب کو دھوکا دینے کی کوشش ہے۔ کیونکہ منافق رسول اور مسلمانوں کو فریب دینے کی کوشش کرتے تھے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ نماز میں سستی کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ اس سستی کی کوئی صورتیں ہیں۔ بلاوجہ مسجد میں حاضر نہ ہونا۔ جماعت سے بلاوجہ نماز نہ پڑھنا۔ پیچھے مسجد میں پہنچنا بغیر کرتے یا بغیر ٹوپی کے سستی کے طور پر نماز پڑھنا۔ ارکانِ نماز درست نہ کرنا۔ ان سب سے بچنا چاہیے۔

فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔۱ بے شک اللہ

جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ﴿۱۴۰﴾

منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ

وہ جو تمہاری حالت تکا کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے

مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ

تم کو فتح ملے کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ۳ اور اگر کافروں

لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ

کا حصہ ہو تو ان سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو

وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا ۴ تو اللہ تم سب میں قیامت کے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَي

دن فیصلہ کر دے گا ۵ اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ

الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ ع اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ

دے گا ۶ بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا

اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ

چاہتے ہیں ۷ اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں

قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ

تو ہارے جی سے ۸ لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے

اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ ڮ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۤ

مگر تھوڑا ۹ بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں

ع ۱۷

ا۔ یعنی ان کا شمار نہ کافروں میں ہے نہ مسلمانوں میں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کفر و اسلام کے درمیان کوئی اور درجہ بھی ہے جس میں منافق ہیں نہ یہ مطلب ہے کہ منافق کافر نہیں۔ وہ پکے کافر ہیں۔ مگر ان کا شمار کافروں میں نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بے دین فرقے مذہبًا کافر اور قومی لحاظ سے مسلمانوں میں ان کا شمار ہے۔ نہ بالکل ادھر نہ بالکل ادھر' بلکہ بیچ کے ادھر میں ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے ۲۔ یعنی کافروں سے دوستی کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تم اس سے بچو۔ خیال رہے کہ مومن کا فر کا رشتہ دار ہو سکتا ہے۔ مگر دوست نہیں ہو سکتا۔ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال اِس کے باوجود ان سے دوستی حرام۔ رشتہ اور ہے دوستی اور۔ دل کا میلان کچھ اور۔ ۳۔ کہ کل قیامت میں اللہ تعالیٰ تمہیں کفار کی دوستی کی وجہ سے دوزخ میں بھیجے کیونکہ وہاں ہر شخص اپنے دوست کے ساتھ ہو گا۔ ۴۔ اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہیں اور ان کا عذاب سخت ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ کے تمام طبقوں میں نیچا طبقہ زیادہ خطرناک ہے کہ وہاں تمام دوزخیوں کے پیپ اور خون وغیرہ بہہ کر پہنچتے ہیں۔ جیسے کہ جنت کے تمام طبقوں میں سب سے اونچا طبقہ اعلیٰ علیین بہترین ہے۔ تیسرے یہ کہ منافقوں کا مددگار کوئی نہیں' مومنوں کے مددگار رب نے بہت مقرر فرما دیئے ہیں جو کہتا ہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ اپنے منافق ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ ۵۔ یعنی منافقت سے توبہ کریں اور آئندہ اپنے حالات بدل دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بد سے بدتر کافر کی بھی توبہ قبول ہے اگر درست ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کی صحت کی شرط یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنا گزشتہ حال بدل دے۔ اگر منہ سے توبہ کرتا رہے مگر کام وہی کئے جاوے تو وہ توبہ نہیں مذاق کرتا ہے۔ ۶۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھوں کا ساتھ بڑی اعلیٰ نعمت ہے کہ رب نے بطور انعام یہاں اس کا ذکر فرمایا ۷۔ جو تمہارے خیال وگمان اور وہم سے بھی وراء ہے غرضیکہ رب کی عطا اپنی شان کے لائق ہو گی نہ کہ تمہارے استحقاق کے لائق۔ ۸۔ خیال رہے کہ دنیا کے بادشاہ تین وجہ سے سزا دیتے ہیں۔ اپنے نقصان کے اندیشہ سے' نفسانی غصہ کی آگ بجھانے کے لئے۔ مجرم کے جرم کی وجہ سے۔ تیسری وجہ کی معافی ہو جاتی ہے۔ مگر پہلی دو صورتوں میں معاف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مجرموں کو صرف تیسری وجہ سے سزا دے گا وہ پہلی دو وجہوں سے پاک ہے۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

نہ ادھر کے نہ ادھر کے لہ اور جسے اللہ گمراہ

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کرے تو تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ

کافروں کو دوست نہ بناؤ ٢ مسلمانوں کے

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ

سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کیلئے

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ

صریح حجت کر لو ٣ بے شک منافق دوزخ کے سب سے

الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾

نچلے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا ٤

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ

مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور سنورے ٥ اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی

وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں ٦

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾

اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا ٧

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ

اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ

وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

اور اللہ ہے صلہ دینے والا جاننے والا ٨